ترجمانِ فخرِ اہلِ سنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
جلد نمبر 4
جولائی، اگست، ستمبر 2010ء
شمارہ 3
اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبال)
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
قدیم فقہ...... جدید مسائل
عصر حاضر کا اہم تقاضا
کیا قدیم فقہ جدید مسائل کا حل پیش کرسکتی ہے ایک فکر انگیز تحریر
کیا فرماتے ہیں...؟
ڈوبتی کو تنکے کا سہارا
عورت کا اعتکاف
ایک چشم کشا تحریر
عورت اعتکاف کہاں کرے گھر یا مسجد؟
روشنی کے مسافر
دو خوش نصیبوں کے قبول اسلام کی مختصر روداد
ناشر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ قافلہ حق سرگودھا

سہ ماہی

جلد نمبر 4 | جولائی، اگست، ستمبر 2010ء | شمارہ نمبر 3

بیاد

مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

امین العلماء، قطبُ العصر

حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

- جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں۔
- ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں۔
- خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں۔

ایجنسی جو لڈ مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا

میرے پیش نظر صرف یہ ہے کہ محققین اہل علم کی توجہ مسائل حاضرہ اور جدید مشکلات میں اجتہاد کے اہم اصولوں کی طرف مبذول کراؤں کیونکہ نئے تمدن نئے مسائل کو جنم دیا ہے اور ان میں بہت سی چیزیں ایسی نظر آتی ہیں جنہیں قواعد شرعیہ اور فقہ اسلامی کے مطابق ڈھالنا ہماری پہلی ضرورت ہے ہمارا ایمان ہے کہ دین اسلام تمام ادیان کے لئے خاتم اور قیامت تک کی ضرورتوں کا کفیل ہے چنانچہ کتاب وسنت اور ان سے متعلقہ علوم وہ فیاض چشمے ہیں جن سے حل مسائل کے سوتے ابلتے ہیں۔ پھر صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کا طریق کار ہمارے لئے روشنی کا مینار رہے ان حضرات نے اجتہاد کیا اور جن اصول کے احکام نص سے ثابت تھے ان پر غیر منصوص کو قیاس کیا اور نصوص کے حکم کو فروع وحوادث کی طرف متعدی کرنے کے لئے اجتہاد سے کام لیا اس طرح اجتہاد و قیاس اصول شرعیہ میں سے ایک اصول قرار پایا جس سے تفقہ فی الدین کا دائرہ وسیع ہوا ہم اس حق میں نہیں کہ اس دائرے کو تنگ کر دیا جائے یا دین خداوندی کے ان فیاض چشموں کو بند کر دیا جائے کیونکہ کتاب وسنت اور عقل کے دلائل سے ثابت ہے کہ یہ دائرہ ہر دور میں وسیع رہے گا۔

آئینۂ مضامین

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

CELL
0346-7357394
048-3881487
Website> http:\\alittehaad.org Email>markazhanfi@gmail.com

القرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"ومن یتق اللہ یجعل اللہ من امرہ یسرا"

جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو آسان کر دیتے ہیں، کیونکہ متقی اللہ کا دوست ہوتا ہے اور دوست اپنے دوست کے ساتھ ملنے کا خواہش مند ہوتا ہے اور حتی الامکان اپنے دوست کی ملاقات کے اسباب و وسائل کے ذمہ داری خود اپنے آپ پر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی متقی شخص کے کام کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لیتے ہیں اور رزق کی پریشانیاں ختم فرما دیتے ہیں۔ خزانہ غیب سے جہاں سے انسان کا گمان بھی نہیں ہوتا رزق عطا فرماتے ہیں "ویرزقہ من حیث لایحتسب" اس لیے تقویٰ اختیار کر لینے سے معاشی فکرمندیاں اور رزق کی تنگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق دے۔

السنة

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"صل من قطعک واعف عمن ظلمک واحسن الی من اساء الیک."

ترجمہ: "جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے جوڑ اور جو تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر اور جو تیرا برا چاہے اس سے حسن سلوک کر۔" آپ علیہ السلام نے معاشرتی نظام کو درست کرنے کی جو تدابیر بتلائی ہیں خدا گواہ ہے کہ اس جیسی تدابیر دنیا کا کوئی مفکر اور فلاسفر نہیں بتلا سکا۔ صلہ رحمی کا ایسا سبق کہ قطع رحمی کرنے والے شخص کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم، ظلم کرنے والے کے ساتھ معافی کا حکم اور بدخواہ سے حسن سلوک کا حکم۔ کیا دنیا آج کوئی مربی پیش کر سکتی ہے کہ جو اپنے ماننے والوں کو حکماً کہے معاشرے کے نظام کی اصلاح کے لیے صلہ رحمی، معافی اور حسن سلوک کو اختیار کرو۔ اللہ ہمیں اپنے نبی کے تمام احکامات پر عمل کی توفیق دے۔

اتحاد اور......ملا نما راہزن

☆ مدیر اعلیٰ کے قلم سے

''جب تک ہم متحد تھے تب تک ہم غالب تھے جب اتحاد کا دامن چھوٹا افتراق وانتشار میں ''مسلمان'' مظلوم ومحکوم اور مجبور نظر آتا ہے'' بات بالکل بجا ہے لیکن اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ وہ اہم سوال ہے جس کا جواب ہم نے تلاش کرنا ہے بعض سطحی سوچ کے حامل بے سمجھی میں اس کا ذمہ دار ''ملا'' کو ٹھہراتے ہیں۔ بعض کی رائے کوئی اور ہوتی ہے بعض کچھ کہتے ہیں اور بعض کچھ۔

لیکن! ذرا ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے تو ہر ذی شعور اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اس کا ذمہ دار ''ملا'' نہیں بلکہ ''ملا نما راہزن'' ہے۔ یہ ملا نما راہزن کون ہے؟ مختصر سن لیجئے!

امت مسلمہ کے کتنے متفقہ عقائد تھے جن کو ''ملا نما راہزن'' نے عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر مختلف فیہ بنا دیا۔ کتنے نظریات ایسے تھے جن پر امت مرحومہ عمل پیرا تھی لیکن ''ملا نما راہزن'' نے ان کا انکار کر دیا۔ بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جو ہمیں فرامین رسول ﷺ سے معلوم ہوتے ہیں اور امت سوا چودہ سو برس سے اس پر عمل کر رہی ہے لیکن ''ملا نما راہزن'' نے ان کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا۔

''یہ ملا نما راہزن'' کئی بھیس بدل کر ایمان وعقائد پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ مثلاً ساری امت کا متفقہ عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہمارے لیے شفیع (شفاعت کرنے والا) ہیں ہم اپنی محبتیں اسی ذات سے استوار رکھتے ہیں، اپنے دکھوں کا مداوا اسی کو جانتے ہیں اسی کا وسیلہ دے کر اپنے سیئات کی معافی چاہتے ہیں اسی کے روضے کی جالیوں کو چوم کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور قلبی سکون پاتے ہیں۔

لیکن!!! ''ملا نما راہزن'' نے ہمیں مایوسی کے دلدل میں دھکیلنے کے لیے یہ ''نیا شگوفہ'' نکالا کہ

''نبی آخر الزمان ﷺ......جس پر ہم درود بھیجتے ہیں......اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ یہ تو قبر ہے ہی نہیں۔''

اب آپ بتلائیں مسلمان مایوس ہوں گے یا نہیں؟؟ کیا فرق ہے کہ یہودی بھی اپنے نبی کی قبر کو بھول بھال گئے اور مسلمان کے لیے بھی اس کے نبی کی قبر خالی!!!

وہ جو دلوں کا سہارا ہیں بے کسوں اور محتاجوں کا ملجا وماویٰ ہیں، اس ذات کے بارے میں ایسے

بے سند، من گھڑت، جھوٹے قصے کہانیاں سنا کر مسلمانوں کو گمراہی کے کچوکے لگا رہے ہیں کہ فضول ہے ان پر سلام بھیجنا، فضول ہے ان کے روضہ پر جانا، فضول ہے ان سے شفاعت کی درخواست کرنا، فضول ہے ان کا وسیلہ دینا، فضول ہے ان کے شہر (مدینہ) کی طرف سفر کرنا...... وغیرہ وغیرہ

آپ بتلائیں کیا یہ امت کا رہنما ہے یا راہزن؟؟؟ جس نے امت کا سب سے قیمتی اثاثہ ہتھایا اس کا سرمایا لوٹا۔ اب کیا اس سے اتحاد ہوسکتا ہے؟؟؟

شاید میرے بعض دوست اس موقع پر یہ کہہ دیں کہ ''نہیں! نہیں ہوسکتا۔''

لیکن! وسعت ظرفی یہ ہے کہ اس سے بھی اتحاد ہوسکتا ہے صرف ایک شرط کے ساتھ۔

وہ کیا؟

وہ یہ کہ وہ شخص اپنے عقل کے پیدا کردہ نظریات کو چھوڑ کر ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کے متفقہ عقائد کو مان لے اور اس کے خلاف افتراق کی بھٹی میں نہ خود جلے اور نہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کو اس میں دھکیلے۔ تب اس سے ہمارا اتحاد ہی اتحاد ہے اور اگر وہ مسلمانانِ عالَم کے عقائد کے خلاف اپنے نئے تراشیدہ عقائد رکھتا ہے اور اعمال میں بھی ترمیم واضافہ کا قائل ہے، صحابہ کو معیار حق نہیں مانتا، فرامین رسول ﷺ و حجت تسلیم نہیں کرتا تو وہ خود ہم اہل السنۃ سے متحد ہونے کا خواہاں نہیں حالانکہ ہماری پیشکش اب بھی موجود ہے شرط مذکور کے ساتھ اور اگر وہ خود نہیں بدلتا اور اپنے غلط مسلک کو بھی نہیں چھوڑتا بلکہ اس آس اور امید میں ہے کہ ہم اپنا مسلک حق مسلک اہل السنۃ والجماعۃ محض اس شخص کو ملانے کے لیے بدلیں گے تو۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ غلط نظریات وہ نہ چھوڑے اور ہم صحیح نظریات کو بدل کر اس کے ہم نوا بن جائیں۔ تو ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا!

وقت کا تقاضا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں اور عالم اسلام میں ہر کلمہ گو ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کے نظریات کا قائل اور عامل بن جائے تب فرقہ واریت جیسی لعنت ختم ہوگی پھر سے مومن کی وہی آن وہی بان اور وہی شان ہوگی اور جب تک کلمہ گو اس بات کا احساس اپنے اندر پیدا نہیں کرلے گا کہ وہ متفقہ عقائد میں سے کسی کا انکار کر کے خود اتحاد و اتفاق کا دشمن بن رہا ہے تب تک ''فرقہ واریت'' بیج جنتی رہے گی۔

خدارا! نفس کی انانیت بھلا کر ''اہل السنۃ والجماعۃ'' میں قولاً، فعلاً اور عملاً شریک ہوجائیں۔

اکابر علماء کے نمائندہ اجلاس میں

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظم اعلیٰ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے جامعہ اشرفیہ میں منعقدہ اکابر علما کے نمائندہ اجلاس میں ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ'' کی ترجمانی کرتے ہوئے چند تجاویز پیش کیں۔ جو قارئین کی خدمت میں حاضر ہیں۔ ادارہ

۱: حضرت شیخ الہند دیوبندیت کا متن ہیں جب کہ حضرت مدنیؒ، تھانویؒ، کاشمیریؒ وغیرہ اس کی شرح ہیں لہذا ان نظریات کے حاملین دیوبندی ہیں۔ جو باطل نظریات کے خلاف کام کریں۔ ان اکابر کا مزاج تھا لہذا فتنوں کے خلاف کام کرنا ''دیوبندیت'' ہے نہ کہ فرقہ واریت۔ لہذا فتنوں کے تعاقب کے لیے اگر جمعیت ذمہ داری لے لے تو ہم اپنی اپنی جماعتیں ختم کرنے کو تیار ہیں۔

وگرنہ بصورت دیگر تمام جماعتوں کو قائم رکھتے ہیں ان جماعتوں کے تین تین یا دو دو ارکان پر مشتمل ایک بورڈ بنا دیا جائے تا کہ تمام دیوبندی جماعتوں میں اتفاق واتحاد رہے۔

۲: قومی وبین الاقوامی نئے پیش آمدہ مسائل کے لیے چند مفتیان کرام پر مشتمل فقہی بورڈ یا چند محققین پر مشتمل ایک ادارہ بنا دیا جائے جس کا نگران شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو بنا دیا جائے۔ باقی تمام احباب ان کی تحقیق پر اعتماد فرمائیں۔

۳: ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے جمعیت علماء اسلام کو بنیاد بنا کر تحریک چلائی جائے جس کے لیے جمعیت کے قائدین کو بھی چاہیے کہ وہ دیگر مذہبی جماعتوں اور جامعات کو اعتماد میں لیں۔

۴: ملک میں بڑھتے ہوئے امریکی اثر ورسوخ کو ختم کرنے کے لیے سیاسی حکمت عملی اختیار کی جائے جس کی قیادت جمعیت علماء اسلام کرے اور باقی تمام مذہبی تنظیمیں اور جامعات ان کی تائید کریں اور حسب ضرورت ساتھ دیں۔

۵: یہ میڈیا کا دور ہے لہذا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو ضرور اختیار کرنا چاہیے۔

عصر حاضر کا اہم تقاضا

قدیم فقہ......جدید مسائل

☆مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یوں تو آئے دن اتنے علمی وعملی فتنے ظاہر ہورہے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کِس کِس کا جواب دیا جائے اور کس کس کی طرف توجہ کی جائے۔

تن ہمہ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم!

فتنوں کا ایک سیلاب ہے کہ امنڈا چلا آرہا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاکر رکے گا؟ رسائل ہیں، اخبارات ہیں، ریسرچ کے انسٹی ٹیوٹ ہیں، ثقافت کے ادارے ہیں، کہیں تعمیرِ نو کے نام پر تخریبِ دین ہے، کہیں عقائدِ اسلامیہ پر حملے ہیں، کہیں احکامِ شرعیہ سے انکار ہے، کہیں انکار سنت کا زور ہے، کہیں تحریف قرآن کا فتنہ ہے کہیں جوازِ سود وتحلیلِ خمر کے فتوے ہیں، کہیں رقص وسرود کو جائز کرنے کے لیے تحقیقات ہورہی ہیں، کہیں تعزیرات وحدود پر ہاتھ صاف کیا جارہا ہے، کہیں سلف صالحین سے بدظن کرنے کی مذموم کوشش ہورہی ہے، کہیں اسلامی نظام کی ناکامی کے دلائل پیش کیے جارہے ہیں۔

الغرض کہیں مستشرقین مصروف عمل ہیں تو کہیں ملاحدہ وزنادقہ اسلام سے برسرپیکار اندر باہر عوام وخواص، راعی ورعیت سب ہی کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی اس آخری نعمت کو تباہ کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے، مقصدِ حیات صرف مادی آسائش ہے نہ آخرت کا تصور، نہ حساب وکتاب کی فکر، سارے نظام کا محور صرف ''پیٹ'' ہے اور بس! اس پر مستزاد یہ ہے کہ جن حضرات میں فتنوں کے دفاع کے صلاحیت واہلیت ہے وہ یا تو بالکل غافل وخاموش ہیں یا ان کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ اگر کچھ کرنا چاہیں بھی تو نہیں کرسکتے۔انا للہ وانا الیہ راجعون.

مصائب شتیٰ جمعت فی مصیبة

ولم یکفها حتی قفتها مصائب

ترجمہ: ''کتنے ہی منتشر مصائب ایک مصیبت میں جمع ہو گئے''

اوراس پر بھی بس نہیں بلکہ روز نئی مصیبتیں آ رہی ہیں۔

علما امت کے ذمہ جہاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں، وہاں عصر حاضر کے اس اہم فریضہ کی ادائیگی بھی ان ہی کی ذمہ ہے کہ موجودہ دور کے تمدن وتہذیب نے جونت نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں ان پر غور کر کے ان کا حل تلاش کیا جائے۔ آج کل کا نیا طبقہ اپنی ناواقفیت کی بنا پر اس خیال خام میں مبتلا ہو گیا ہے کہ اسلام کا قدیم نظام یا قدیم اسلامی فقہ موجودہ معاشرے کی مشکلات کے حل کے لیے کافی نہیں۔

لیکن !اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہمارے نظام کے دو حصے ہیں: ایک حصہ وہ ہے جو قرآن وسنت کے صریح نصوص سے ثابت ہے یہ تمام تر اس علیم وقدیر اور حکیم وخبیر رب العالمین کا ابدی اور دائمی قانون ہے جس کا علم بھی ہر شے کو محیط ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ قیامت تک جو آنے والی نسلیں ہیں ان میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی؟؟ اور اس کی قدرت بھی کامل ہے چنانچہ اس نے اپنے علم محیط اور قدرتِ کاملہ سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام امراض روحانی کے لیے ایسا نسخۂ شفا اتارا ہے کہ جس میں نہ کسی ترمیم واصلاح کی گنجائش ہے نہ کسی ادنیٰ سی تبدیلی کی۔

دوسرا حصہ وہ ہے جو علماء امت اور مجتہدین عظام نے قرآن کریم وسنت نبوی ﷺ سے استخراج واستنباط کر کے مرتب فرمایا ہے اس کے مختلف مراتب اور مختلف ادوار ہیں۔ معاملات اور معاشرت میں بہت سے احکام ایسے بھی ہیں کہ جن کا تعلق اس عہد سے تھا۔ مجتہدین امت کو اللہ جزائے خیر دے۔ پہلے ہی ایسے اصول وقواعد مرتب فرما گئے کہ قیامت تک آنے والے اہل علم کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملتا رہے گا اور انہی اصول وقواعد کی روشنی میں آئندہ ہر قسم کی مشکلات حل ہو سکیں گی۔ ظاہر ہے کہ جتنا تمدن ترقی کرے گا اتنے ہی جدید مسائل پیدا ہوں گے۔ نئے نئے مسائل سے واسطہ پڑتا رہتے گا۔ مسلمانوں میں اب بھی ایک بہت بڑا طبقہ ایسا موجود ہے کہ اگر تجارت ومعاملات میں اسلامی اصول کی روشنی میں ان کی مشکلات کو حل کر دیا جائے اور فقہی قوانین سے ان کو ایسی تدابیر بتلا دی جائیں کہ جن کی بنا پر وہ شرعی حدود کے دائرہ سے باہر قدم نہ نکال سکیں تو نہایت خوشی سے اس پر لبیک کہیں گے اور بدل وجان ان تدابیر پر عمل کریں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت علماء امت کے ذمہ یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے

اسلاف نے اپنے اپنے زمانے میں ''اجناس''،''واقعات'' اور ''نوازل'' کے عنوان سے روزمرہ کے نت نئے پیش آنے والے مسائل کو یکجا کیا اور پھر قدیم فقہ اسلامی کی روشنی میں ان کو حل کیا۔ٹھیک اسی طرح موجودہ فقہا بھی جدید نوازل وواقعات کا حل قدیم فقہ اسلامی کی روشنی میں تلاش کریں۔

جدید تمدن سے بھی فقہ کے ہر باب میں نماز روزہ سے لے کر معاملات ومعاشرت تک جدید سوالات پیدا ہوگئے ہیں اس لیے علماء امت کے ذمہ اب یہ فرض ہے کہ جلد سے جلد ان نئے پیدا ہونے والے مسائل کے مفصل جوابات امت کے سامنے پیش کر کے مسلمانوں کے دیندار طبقہ کو مطمئن فرمائیں اور جدید نسل کو باور کرائیں کہ دین اسلام میں ہر وقت کے صحیح تقاضے کو پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اور ہماری شریعت زمان ومکان کے قیود سے بالاتر ہے......... بلاشبہ یہ فرض ایک اسلامی حکومت کا تھا کہ وہ وقت کے جامع ترین علماء اور قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے ایسے ماہرین کو جن کا تقوی واخلاص مسلم ہو، جن کے تدین پر امت کو اعتماد ہو، جن کی زندگیاں ''قال اللہ وقال الرسول'' میں گزری ہوں، جن کے ذہنوں میں تو قد وذکا ہو، جن کی طبیعتوں میں استقامت واستقلال ہو، جو خواہشات وتاثرات سے بالاتر ہوں، جن کے دلوں میں مخلوق خدا کا درد ہو، جو دنیا کی مشکلات سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہوں اور جن میں موثر تعبیرات اور عام فہم تحریر کا ملکہ ہو۔

ان کو کسی ایک مرکز میں جمع کرتی ان کی رفاقت میں عصر حاضر کے دیندار قانون دان طبقہ کو شامل کرتی اور فقہ اسلامی کے شعبہ میں تمام ممالک اسلامیہ میں اب تک جتنا کام ہوا ہے وہ سب ان کے پیش نظر ہوتا خواہ وہ مصر وشام میں ہوا ہو یا مغرب اقصی کے ممالک میں۔ پھر اس طرح قدیم وجدید سے فقہ اسلامی کی مہارت ومعلومات رکھنے والے حضرات اس کام کو اپنے ہاتھوں انجام دیتے۔لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

افسوس! کہ حکومت پاکستان ادارہ اسلامیات کراچی وغیرہ پر سالانہ لاکھوں روپیہ خرچ کررہی ہے مگر اہل اس کی توجہ نہیں، ان اداروں میں ایک بھی نہ متدین عالم ہے نہ اسلامی علوم کا ماہر خصوصی۔ بجائے اس کے کہ وہ کچھ کام کرتے ان کا وجود ان کی کوششیں خود دین اسلام کے لیے عظیم الشان فتنے کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔

''فیا لغربۃ الاسلام ویا خیبۃ المسلمین''

موجودہ صورت حال میں جب حکومت اس طرف متوجہ نہیں تو پھر دیندار مال دار طبقہ کو چاہیے تھا کہ اس خدمت کو بجالانے کے لیے کوئی اقدام کرتا اور علما کے مشورہ سے اس مقصد کے پیش نظر اہل، افراد کا انتخاب کر کے فکرِ معاش سے ان کو ہر طرح مطمئن کرا کر اسی کام کے لیے فارغ کرتا اور اس طرح ایک ''مجلس الفقہا والعلماء'' کی تشکیل ہوتی کہ جس میں محققین اہل علم باہمی مشاورت اور بحث وتمحیص سے ان مسائل کو حل کرتے۔ شخصی رائے کتنے ہی غور وخوض کے بعد قائم ہو پھر بھی وہ شخصی رائے ہی رہے گی۔

ان مشکلات کے حل کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اکابر صحابہؓ کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پہلی شخصیت ہے جس نے اجتہادی مشکلات کے حل کرنے کے لیے اپنے وقت میں ممتاز ترین چالیس افراد پر مشتمل ایک جماعت کی تشکیل کی اور ایک طویل مدت تک فقہی مسائل کے استنباط اور اجتہادی احکام کی تدوین کی خدمت انجام دیتے رہی اسی لیے جو پختگی اور قبول عام اس مذہب کو ہوا اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ خلافت عباسی سے لے کر خلافت عثمانیہ کے اختتام تک جو بارہ سو برس کا طویل زمانہ گزرا ہے اس میں یہی ''مذہبِ حنفی'' تھا جس کی روشنی میں خدا کی مخلوق کے مشکلات حل ہوتے رہے اور خلافتوں میں بھی ''فقہ حنفی'' ملک کا قانون بنا رہا۔

لیکن جب کہ ہماری حکومت اور ہمارے ملک کے مسلمانوں کا مال دار طبقہ اس فرض سے غافل ہے تو اب خالصۃً یہ فریضہ علماء امت کے ذمہ آجاتا ہے خصوصاً ان مدارس کے ارباب اہتمام کے ذمے جو کہ اپنے مدرسوں میں ہزار ہا روپے سالانہ خرچ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور مناسب مشاہرات پر اچھے فضلا رکھ سکتے ہیں اگر ان عربی مدارس میں ہر مدرسہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ایک جماعت کی تشکیل کرے اور پھر اپنا ایک نمائندہ منتخب کرے تو کیا اچھا ہو جو کام ارباب حکومت لاکھوں روپے کے صرفے سے بھی انجام نہیں دے رہی، وہ علماء کا یہ غریب ومفلس اور نادار طبقہ تھوڑے سے خرچ سے بآسانی کرسکتا ہے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی، دارالعلوم کراچی، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار، خیر المدارس ملتان، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ مدنیہ لاہور دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ، جامعہ امدادیہ کشور گنج ڈھاکہ، مدرسہ معین الاسلام ہاٹ ہزاری چاٹگام، مدرسہ اسلامیہ جیری چاٹگام، جامعہ اسلامیہ قرآنیہ لال باغ ڈھاکہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ مدارس اس مقصد پر متفق ہوجائیں تو یہ عظیم الشان کام ان شاء اللہ بہت جلد انجام پذیر ہوسکے گا اور بآسانی یہ مشکل حل ہوجائے گی۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے ......جس سے اس مشکلات کے حل کرنے میں پوری رہنمائی ملتی ہے:

عن علی قال قلت یا رسول الله ﷺ! ان نزل بنا امر لیس فیه بیان امر ولا نهی فما تامرنی قال شاوروا فیه الفقهاء والعابدین ولاتمضوافیه رای خاصة .رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله موثقون من اهل الصحیح. [1]

ترجمہ: ''حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں:''میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس میں آپ کا کوئی بیان کرنے یا نہ کرنے کا نہ ملتا ہوتو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا کیا جائے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' فقہاء وعابدین سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کریں شخصی رائے کو دخل نہ دیں۔''

اس حدیث کریم سے جہاں اجتماعی شورائی فیصلوں کی نہ صرف اہمیت بلکہ فرضیت ثابت ہوئی ساتھ ساتھ اس جماعت کی اہلیت کے شرائط بھی معلوم ہوگئے:

ا:......ایسے اہل علم ہوں کہ تفقہ فی الدین ان کو حاصل ہو۔

۲:......صالح ومتقی اور عبادت گزار ہوں۔

چند رہنما اصول:

گزشتہ سطور میں علما امت کی خدمت میں عصر حاضر کا اہم تقاضا کے تحت چند ضروری گزارشات کی گئی تھیں اس سلسلہ میں چند راہ نما اصول تحریر کیے جاتے ہیں:

ا:......یہ تو ظاہر ہے کہ ''اسلام'' وہ آخری پیغام حیات و پیغام نجات ہے جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے قانون ہدایت ہے اور ہر دور، ہر ملک، ہر قوم کے لیے اس میں ہدایت کے سرچشمے موجود ہیں۔ مادی وروحانی، شخصی واجتماعی، اقتصادی ومعاشی، ملکی وسیاسی۔غرض ہر ضرورت کی حاجت روائی کا سامان اس میں موجود ہے اور اس کا دامن ایسے بیش قیمت جواہرات سے پُر ہے کہ سارے عالم کے افلاس کا علاج اس کے خزانہ عامرہ سے ہوسکتا ہے۔یہ ایک صالح ترین واعلیٰ ترین نظام ہے جو نسل آدم میں عدل وانصاف سے ہر مشکل کو آسان کرسکتا ہے۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ا ص ۱۷۸

۲:......قرآن وحدیث''یا''کتاب وسنت''اس کا بنیادی سرمایہ ہیں خلافتِ راشدہ بالخصوص عہد صدیقی،عہد فاروقی اوراس کے بعد عہد اموی اور عہد عباسی میں صحابہؓ وتابعینؒ اور پھر ائمہ اجتہاد،ائمہ اربعہ ابوحنیفہؒ،مالکؒ،شافعیؒ،احمدؒاو ران کے اقران میں سفیان ثوریؒ،اوزاعیؒ وغیرہ، مجتہدین امت وفقہا اسلام کی مساعی جمیلہ ومبارکہ سے دین اسلام کی تعمیر وتعبیر کا عجیب وغریب نقشہ کامل ترین خوشنما صورت میں محفوظ ہوگیا ان اکابر امت اور فقہاء ملت میں اللہ تعالی نے عظیم ترین اخلاص،اعلی درجہ کا تقویٰ وخشیت الٰہی ،علوم دینی میں تبحر،دقتِ نظر،توقد وذکاء کے جو کمالات جمع کیے تھے اس وقت کی نسل اس کا ادراک بھی نہیں کرسکتی،قرآن وحدیث کا علم صحیح اور دین اسلام کے مزاج شناسی کا ذوق جو ان کو نصیب تھا آج اس کا احساس بھی مشکل ہے اورانہی کمالات کا نتیجہ ہے کہ ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ گزرا لیکن ان کا فیض برابر جاری ہے اورقلوب میں ان کی عظمت اورقدر وقیمت ہنوز موجود ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک آنے والے ان کی منت پزیری سے بے نیاز نہیں ہوسکتے اورنہ اس عظیم سرمایہ سے امت کسی وقت مستغنی ہوسکتی ہے۔

۳:......فقہ اسلامی کا یہ ذخیرہ ہمارا قیمتی سرمایہ ہے،اور جہاں اس کی حفاظت کی ضرورت ہے ساتھ ہی ساتھ اس پر عمل کرنا اوراس سے منتفع ہونا بھی ہمارا فرض ہے۔ منتفع ہونے سے میرا مقصد یہ ہے کہ جدید تمدن نے جو بہت سے جدید مسائل پیدا کردیے ہیں اب اسی فقہ اسلامی کی روشنی میں اس کا حل تلاش کرنا چاہیے۔اس سرمایہ کے ہوتے ہوئے امت کو نہ جدید مستقل اجتہاد کی ضرورت ہے اور نہ اس کا امکان۔اس عظیم الشان ذخیرہ میں بحث وتلاش اورغور وخوض کے بعد جدید مسائل کے حل کرنے کا بہت سامان مل جائے گا۔ورنہ زیادہ سے زیادہ بعض جزوی مسائل میں علما امت کو ان ہی کے بتائے ہوئے اصولوں پر جدید اجتہاد کی ضرورت ہوگی۔

۴:......جو معجم طبرانی کی حدیث پیش کی گئی تھی اس سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

الف:......جدید مسائل ایسے ضرور پیدا ہوں گے جن میں قرآن وحدیث کا صاف وصریح فیصلہ نہ ہوگا۔

ب:......علما امت کے ذمہ یہ فرض عائد ہے کہ اس کا حل کریں۔

ج:......علما انفرادی رائے اور شخصی رائے سے اجتناب کریں اور باہمی مشورہ سے اس کا فیصلہ کریں۔

د:......ان علما میں دو شرطیں ضروری ہیں ان کے دلوں میں خوف خدا ہو،اور تفقہ فی الدین ان کا حاصل ہو۔

اس حدیث نبوی نے ان علما امت کو جدید مسائل کے فیصلہ کرنے کا مکلّف بنایا ہے جن میں اخلاص وتقویٰ اور عبادت گزاری کی روح موجود ہو اور غور وخوض و باہمی مشورہ کرنے کی اہلیت ہو۔

۵:......اس میں شک نہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو بقول امام شمس الدین ذہبیؒ "فقیہ ملت" ہیں اور بقول صفی الدین خزرجیؒ "فقیہ امت" ہیں۔ [1]

ان کی فقہ جامع ترین فقہ بلکہ فقہ اسلامی کی روح ہے کہ جس کی روشنی میں بقیہ ائمہ نے اپنی اپنی فقہ کی ترتیب وتدوین کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو مسائل اپنے اصحاب وتلامذہ کو املاء کروائے ہیں ان کی تعداد صاحب عنایہ شارح ہدایہ نے چوتھی صدی کے ایک محقق کے قول کے مطابق 1270000 (بارہ لاکھ ستر ہزار) سے زائد بتلائی ہے اگر امت کو سارے مسائل پہنچ جاتے تو شاید بہت سے جدید مسائل حل ہو جاتے۔

فقہ حنفی کی اسی ہمہ گیری کو دیکھ کر مشہور محقق مورخ ابن خلدون باوجود مالکی المذہب ہونے کے اس کا اعتراف کرتا ہے کہ: "امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کی سرزمین اسلامی تہذیب وتمدن کا گہوارہ تھی اس لیے جو پختگی "حنفی فقہ" کو نصیب ہوئی وہ فقہ مالکی کو نصیب نہ ہو سکی اور شاید یہی وجہ ہے کہ امام شعرانی شافعیؒ اپنی کتاب "المیزان" میں اپنے اس کشف کا ذکر کرتے ہیں: "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب سب مذاہب سے آخر تک رہے گا۔" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس مذہب میں اس کی زیادہ اہلیت ہے کہ جدید نظام کے مسائل پوری طرح حل کر سکے تاہم بہت سے مسائل ایسے ملیں گے اور ہیں جن کا ذکر موجودہ فقہ حنفی کے عظیم الشان ذخیرہ میں نہیں ملتا ہے اور فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں مل جاتا ہے اس لیے اس سلسلہ میں جو بات فکر ناقص میں آئی ہے وہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور علما امت کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ اگر وہ صحیح نہ ہو تو ضرور اپنی مخلصانہ تنقید سے سرفراز فرمائیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

۶:......مبسوط، بدائع، قاضی خاں سے لے کر طحاوی، درالمختار اور التحریر المختار تک کتب فقہ حنفی کے ورق گردانی کرنے کے بعد بھی اگر مسئلہ ہاتھ نہ آئے تو امہات کتب مذاہب ثلاثہ کی ورق گردانی کرنی ہو گی، فقہ مالکی میں "مدونۃ الکبریٰ" سے لے کر حطاب تک اور فقہ شافعی میں "کتاب الام" سے لے کر

---

(۱) ملاحظہ ہو کتاب العبر للذھبی والخلاصہ للخزرجی

''تحفہ المحتاج'' تک کی مراجعت کرنی ہوگی۔حکومت سعودی کی عنایت توجہ سے ''فقہ حنبلی'' کا عظیم الشان ذخیرہ طبع ہوکرامت کے سامنے آگیا ہے اس کے لیے ''مغنی ابن قدامہ، المحرر اور الانصاف'' کی ورق گردانی کافی ہوگی، الغرض اگر مسئولہ ومطلوبہ مسئلہ ان کتب میں مل جائے تو اس پرفتویٰ دے دیا جائے۔ جدید اجتہاد کی ہرگز ضرورت نہیں اور اگر مسئلہ صراحۃ نہ ملے تو ان مسائل مصرحہ پر قیاس کرنے میں مضائقہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ قیاس مع الفاروق نہ ہو جس کا فیصلہ خود علما کرام فرمالیں گے کہ قیاس کس درجہ میں ہے۔

۷:......اگر مسئلہ مطلوبہ سب فقہاء کے ہاں ملتا ہے لیکن حنفی مذہب میں دشواری ہے اور بقیہ مذاہب میں نسبتاً سہولت ہے اور عوام کا ابتلا عام ہے تو اخلاص کے ساتھ جماعت اہل علم غور کرے اگر ان کو یقین ہوجائے کہ عموم بلویٰ کے پیش نظر عصر حاضر میں دینی تقاضا سہولت وآسانی کا مقتضی ہے تو پھر مذہب مالکؒ، مذہب شافعیؒ، مذہب احمد بن حنبلؒ کو علی الترتیب اختیار کرکے اور اس پر فتوی دے کر فیصلہ کیا جائے۔

ہمارے عصر حاضر کے اکابر نے فسخ نکاح کی مشکلات کو اسی طرح حل کیا ہے اور متاخرین نے مسئلہ مفقود الخبر میں بھی ایسا ہی کیا ہے۔ البتہ تلفیق سے احتراز کرنا ضروری ہوگا اور تتبع رخص کو مقصد نہ بنایا جائے گا مثلاً مسائل معاملات میں بیع قبل القبض ہے کہ آج کل تمام تاجر طبقہ اس میں مبتلا ہے اب اس کی صورت حال پر غور کرکے پوری طرح جائزہ لیا جائے کہ اگر یہ ابتلا واقعی ہے اور موجودہ معاشرہ مضطر ہے اور بغیر اس کے چارہ کار نہیں تو مذہب مالکی پر فتوی دے دیا جائے کہ عدم جواز بیع قبل القبض مطعومات کے ساتھ مخصوص ہے اس مسئلہ میں مذہب حنبلی بھی، مالکی جیسا ہے اور حدیث میں صراحۃً طعام ہی کا ذکر ہے ''**نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الطعام قبل ان يستوفيه** ۔(سنن) امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ نے طعام پر بقیہ چیزوں کو قیاس کرکے منع کردیا ہے۔

۸:......خلافیات ائمہ میں اس پر غور کرنا ہوگا کہ اختلاف کا منشا نصوص کا تعارض ہے یا قواعد فقہیہ کا اختلاف یا یہ محض اجتہادی وجوہ کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی جو الہامی رائے ''فیوض الحرمین'' میں منقول ہے کہ ائمہ احناف کے اختلافات میں رہنمائی مل سکے گی نیز اختیارات علما کا سلسلہ جو مختلف ادوار میں جاری رہا، اس کو نظیر بنایا جاسکے گا۔ عرف وحالات کے اختلاف سے جو اثرات ہوں گے ان کو بھی ضرور پیش نظر رکھنا ہوگا۔ مثلاً تعلیم القرآن، پھر اذان واقامت پھر تدریس حدیث وعلوم دینیہ پر معاوضہ یا مشاہرہ لینے میں قدماء متاخرین کے زمانوں کے اختلاف کی وجہ سے جو اختلاف رہا، یہ

سب باتیں پیش نظر رکھنی ہوں گی۔

۹:......جن مطلوبہ احکام کا فیصلہ کرنا ہوگا ان میں طبقات ومراتب قائم کرنے ہوں گے اور یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ مسائل موجودہ معاشرے کے لیے کس درجہ میں مطلوب ہیں: ان کے بغیر نظام چل نہیں سکتا؟ یا چل تو سکتا ہے لیکن کسی قدر دِقت پیدا ہوگی؟ پھر اس دِقت پر غور کرنا ہوگا کہ وہ دِقت کس درجہ کی ہے؟

۱۰:......معاملات میں فیصلہ کے لیے سب سے پہلے موجودہ ملک کے بارے میں فیصلہ کرنا ہوگا کہ فقہی اصطلاح کے اعتبار سے یہ ملک ''دارالاسلام'' ہے یادارالامان، یادارالحرب ہے؟ دارالاسلام کا اصلی مدار ''فصل خصومات'' پر ہے کہ پورا قانون تعزیرات وحدود، محاکم شرعیہ، عدلیہ قائم ہوں اور معاملات وعقوبات کا قانون مکمل اسلامی ہو، تعزیرات وحدود، قانون اسلامی کے مطابق جاری ہوں، اسی طرح موجودہ نظام حکومت کا جائزہ لینا اوراس پر غور کرنا ہوگا کہ یہ کس قسم کی حکومت ہے؟ اسلامی قانون کے نفاذ پر صرف قدرت ہی کافی ہے یا عملی طور پر اس کی تنفیذ بھی ضروری ہے، عرصہ دراز تک باوجود قدرت قانون اسلام جاری نہیں کیا گیا تو اس کے عوامل واسباب کیا ہیں اور سابقہ دارالحرب یعنی ''عہد برطانوی'' کا دارالحرب تقسیم ہوکر دو حصے بنے ایک حصہ یقیناً اب بھی دارالحرب ہے دوسرا حصہ صرف حکمرانوں کی تبدیلی سے کیا درالاسلام بن جائے گا؟ یعنی قانون تو نہیں بدلا مگر قانون کے چلانے والے بدل گئے تو کیا اس لیے حکم بدل جائے گا؟ پھر جب کہ عہد حاضر میں ''عائلی قانون'' کے نام سے صراحۃ کتاب وسنت کے خلاف قانون بنایا گیا تو کیا صریح خلاف قرآن قانون بننے کے بعد فقہا اسلام کے مسائل کے مطابق یہ ''دارالاسلام'' ہی رہے گا؟ الغرض اس امر کے فیصلہ کرنے کے بعد معاملات کا شرعی فیصلہ ممکن ہو سکے گا۔ عقود فاسدہ، ربٰو، بیمہ ان سب مسائل کے صحیح حل کرنے کے لیے اس ملک وحکومت کے متعلق شرعی وفقہی فیصلہ کرنا ہوگا اور یہ غور کرنا ہوگا کہ موجودہ حزب اقتدار آخر اسلامی قانون کے نافذ کرنے سے گریز کیوں کرتا ہے؟ کیا صرف اس لیے کہ ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں یہ قانون حائل ہے؟ ان سب گوشوں پر غور کرنا اور ان سب حالات کا جائزہ لینا ہوگا جب جا کر صحیح فیصلہ ہو سکے گا اور جب اس حکومت یا اس ملک کی فقہی وشرعی حیثیت متعین ہوجائے گی تو پھر ان معاملات کے احکام کا صحیح فتویٰ دیا جا سکے گا۔ جن کا حکم اختلاف دار سے مختلف ہوسکتا ہے۔

یہ چند مختصر اشارے ہیں جن کی حیثیت ایک مختصر ''متن'' کی ہے اوراس کی تشریح ایک مفصل

مضمون کی محتاج ہے لیکن چونکہ اصلی مخاطب علماء کرام ہیں ان کی خدمت میں یہ اشارات بھی کافی ہوں گے۔

میری خواہش ہے کہ علما کی خدمت میں ان موضوعات کو آئندہ بھی پیش کیا جائے جن پر ان کو غور کرنا ہوگا اور جب تک اجتماعی فیصلہ کا موقع نہ آئے اس سے پہلے انفرادی طور پر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش انہی اصولوں کے پیش نظر کریں۔

مقصود تین باتیں ہیں:

الف:......اللہ کا یہ دین کامل اور ہر معاشرے کے لیے صالح وموزون ہے۔

ب......اسلام کو مشکل سمجھ کر اور ناممکن العمل خیال کر کے اسلام کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

ج......جو فریضہ علما امت کے ذمہ ایسے حالات میں عائد ہوتا ہے ان سے سبکدوش ہو جائیں نہ جدید اجتہاد کا دروزہ کھولنا ہے، نہ تتبع رخص پر قوم کو آمادہ کرنا ہے، نہ ترک تقلید کی بنیاد رکھنا ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا ہے کہ قرآن وسنت اور اس کے بعد فقہ اسلامی اور تفقہ فی الدین کے ذریعے سارے مشکلات حل ہو سکتے ہیں اور فقہاء اسلام اور فقہ اسلامی سے بے نیاز ہو کر دین اسلام کی حفاظت کی تدبیر ''طفلانہ خیال'' ہے فقہاء کرام نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک ہزار برس کے بعد بھی دنیا ان کی جلیل القدر حیرت انگیز خدمات سے مستغنی نہیں ہو سکتی بلکہ قیامت تک ان کی منت پذیر رہے گی۔

''الدين النصيحة لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم.''

(مسلم عن تمیم الداری)

فنائیت

مولانا عبداللہ رومیؒ حضرات رائے پوریؒ سے بیعت تھے لاہور دہلی مسلم ہوٹل میں برسہابرس خطیب رہے ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مولانا مدنیؒ کے ہاں قیام کیا۔ ایک روز جب مولانا کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے گیا تو میں نے مولانا کا جوتا اٹھالیا۔ مولانا اس وقت تو خاموش رہے دوسرے وقت جب ہم نماز پڑھنے کے لیے گئے تو مولانا نے میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ میں پیچھے بھاگا مولانا نے تیز چلنا شروع کر دیا، میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں، نہیں لینے دیا۔ میں نے کہا: ''خدا کے لیے سر پر تو نہ رکھئے۔'' فرمایا: ''کہ عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤ گے۔'' میں نے عہد کر لیا، تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکات

☆ حضرت اقدس حکیم شاہ محمد اختر مدظلہٗ

بالا کوٹ کے مجاہدوں کا قافلہ جارہا تھا، راستے میں ایک شخص اس غرض سے کھڑا تھا کہ ایک نظر مجاہدین کے اس قافلہ کو دیکھ لوں جس میں سید احمد شہید اور مولانا محمد اسماعیل شہید جیسے اولیاء ہیں، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ حسب عادت نیچے دیکھ کر چل رہے تھے، اچانک جو نظر اُٹھائی تو آپ کی نظر اس شخص کی نظر سے ٹکرائی تو ایک ہی نظر میں اللہ نے اس کو کیا دے دیا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتا تو مسجد میں روشنی ہو جاتی تھی۔ حضرت مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکیم الامت کے استاد تھے ایک مرتبہ فرمایا: ''معلوم کرو کہ یہ کون آتا ہے؟ جس کے آنے سے مسجد روشن ہو جاتی ہے۔'' جب وہ حضرت کے پاس لائے گئے تو حضرت نے پوچھا: ''آپ کے آنے سے مسجد کیوں روشن ہو جاتی ہے آپ ایسا کیا عمل کرتے ہیں؟'' وہ رونے لگے کہ حضرت میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے بالا کوٹ جہاد کے لیے جب حضرت سید صاحب کا قافلہ جارہا تھا میں بھی راستہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا تو سید احمد شہید کی نظر سے میری نظر مل گئی اس کے بعد سے یہ کیفیت پیدا ہو گئی۔

میرے شیخ شاہ ابرار الحق نے حکیم الامت کے انتقال کے بعد خواجہ صاحب کو پیر بنایا اور جب خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن صاحب کیملپوری جو مفتی احمد الرحمٰن صاحب کے والد اور حکیم الامت کے خلیفہ تھے ان سے فوراً رجوع کیا تا کہ سر پر بڑوں کا سایہ رہے اور جب ان کا انتقال ہوا تو مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کو اپنا مربی بنالیا بلکہ حضرت والا خود بھی حکیم الامت کے خلیفہ ہیں۔ اللہ مرتے دم تک بزرگوں کا سایہ ہم کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ اس پر میرے دو شعر ہیں ؎

میری زندگی کا حاصل، میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا، ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پر مرنا

میں طبیہ کالج کی پڑھائی کے زمانہ میں مولانا شاہ محمد صاحب کے یہاں تین سال الہٰ آباد میں رہا ہوں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ انہوں نے تقریر کی تو مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی صاحب دامت برکاتہم نے اعلان کیا کہ آج آپ لوگوں نے مولانا کی جو تقریر سنی تھی تو سمجھ لو کہ

شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کی تقریر سن لی، اللہ نے اُن کا سارا انہیں فیض عطا فرمایا ہے اور مولانا شاہ محمد صاحب ایسے نقشبندی تھے کہ بڑے بڑے چشتیوں کو اپنا غلام بنالیا تھا۔ ان کے سارے اشعار عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اصل مقصود سلاسل اربعہ نہیں مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اگر ائیر پورٹ جانے کے چار راستے ہیں تو بتائیے! اصل مقصود راستے ہیں یا ائیر پورٹ پہنچنا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ مقصود ائیر پورٹ پہنچنا ہے اسی طرح ہر اللہ والے کی عزت کرو چاہے وہ کسی بھی سلسلے کا ہو چونکہ مقصود سب کا اللہ کی ذات ہے کسی طریق میں ذکر بلند آواز سے ہے تو کسی میں آہستہ ہے لیکن اتباع سنت سب میں مشترک ہے۔ لہٰذا اس میں تفریق کرنے والے نادان ہیں میرا شعر ہے ؎

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اور سنت پر عمل کرنے کے لیے ہی بزرگوں نے ہمیں ذکر بتایا ہے، کسی نے جہری بتایا ہے کسی نے سِری۔ جیسا پیر بتائے ویسا ہی کرو! لیکن مقصد اتباع سنت ہو، اگر کوئی شخص روزانہ حضور ﷺ کی زیارت کرتا ہے لیکن سنت پر عمل نہیں کرتا بلکہ خلاف سنت عمل کرتا ہے تو وہ شخص حضور ﷺ کا مبغوض ہے اور اگر کسی شخص نے خواب میں حضور ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا مگر اس کا عمل سنت کے مطابق ہے تو وہ حضور ﷺ کا محبوب ہے۔ یہ کمالات اشرفیہ میں لکھا ہے جس کا دل چاہے دیکھ سکتا ہے ابوجہل تو حضور ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تھا لیکن کیا فائدہ ہوا؟ اس کو عمل نہ کرنے کی وجہ سے کچھ نہ ملا۔ لہٰذا اتباع سنت سب سے بڑی نعمت ہے، حضور ﷺ کی زیارت کو اللہ سے مانگو لیکن اگر نصیب نہ ہو تو دل چھوٹا نہ کرو! اتباعِ سنت کرتے رہو، بس وہ حضور ﷺ کے نزدیک محبوب ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی بزرگ تھے اور ہمارے شیخ کے بھی شیخ تھے ہمارے یہاں چاروں سلسلے میں بیعت کرتے ہیں، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں چاروں سلسلے ملتے ہیں۔ ہم اور ہمارے شیخ کے داماد حکیم کلیم اللہ صاحب کے بارے میں حضرت نے اپنے خدام کی موجودگی میں فرمایا کہ میں آپ دونوں کو خلافت دیتا ہوں تو میں اللہ کی رحمت سے نقشبندی سلسلہ میں بھی خلیفہ ہوں یہ بھی انعام ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ جو بھی اللہ والا ہو اس سے محبت کرو، یہ فرق مت کرو کہ یہ چشتی ہے اور قادری ہے اور وہ نقشبندی ہے اس لیے کہ سب کا مقصد اللہ کی ذات ہے۔

روشنی کے مسافر......مرحبا مرحبا

☆شہزاد خرم بھکروی

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ علم صحیح کی بنیادی منبع دو بنیادی چیزیں ہیں:

ا: قرآن کریم: جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا اور ہر قسم کی تبدیلی و تحریف سے پاک ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لے لیا ہے۔

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظونo''

۲: حدیث شریف: اللہ کے فضل وکرم سے امت مسلمہ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے قول و فعل اور حدیث وسنت کی ایسی حفاظت کی ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

قرآن کریم پر ایمان لانا تو عین ایمان ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں ہوسکتی لیکن جو لوگ احادیث کو تسلیم کیے بغیر دعوت الی القرآن کا نعرہ بلند کرتے ہیں وہ بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں اگر اس سے نجات نہ ملی تو ہمیشہ کے لیے جہنم ان کا مقدر ہوگی۔

امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدرؒ ''شوقِ حدیث'' میں لکھتے ہیں:

''اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ مومن کے لیے جس طرح اللہ کے قرآن کو ماننا ضروری ہے اسی طرح نبی پاک ﷺ کے فرمان حدیث مبارک کو ماننا بھی ضروری ہے جس طرح قرآن کے انکار سے آدمی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اسی طرح حدیث کے انکار سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔''

جس طرح قرآن پاک اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی نبی پاک ﷺ پر نازل ہوا جس کو ''وحی جلی'' کہتے ہیں اسی طرح حدیث پاک اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی نبی پاک پر نازل ہوئی جس کو ''وحی خفی'' کہتے ہیں اہل حق کا ہمیشہ یہ منصب رہا ہے کہ وہ ہر باطل کا مقابلہ مردانہ وار کرتے ہیں اور عوام کے سامنے باطل کی گمراہیاں اور اس کے کفریات کو واضح کرتے ہیں اسی طرح کا ایک واقعہ چار اپریل ۲۰۱۰ء بروز اتوار بستی ''چھان'' راولپنڈی میں پیش آیا جہاں پر اہل حق کی ترجمانی کرتے ہوئے نوجوان عالم دین مولانا محمد رضوان عزیز نے آٹھ گھنٹے کی طویل گفتگو کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت اور منکرین حدیث کے بطلان کو عوام کے سامنے واضح کیا۔

اس گفتگو کی دو نشستیں ہوئیں پہلی نشست ظہر سے لے کر عصر تک ہوئی جس میں مولانا محمد رضوان عزیز نے حدیث کی حجیت کو ثابت کیا اور منکرین حدیث کی طرف سے احادیث شریفہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیے۔ اس نشست کے اختتام پر (سابقہ) منکر حدیث ''جاوید احمد'' نے کہا کہ اس گفتگو میں مولانا محمد رضوان صاحب کی ہر بات مدلل تھی ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی حجت ہے لیکن میرے چند سوالات ہیں اگر مولانا صاحب ان میں میری تشفی کرا دیں تو میں پرویزیت چھوڑ کر ''اہل السنۃ والجماعۃ'' میں شامل ہو جاؤں گا۔ ان کے سوالات کے جوابات کے لیے مغرب کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔

چنانچہ مغرب کے بعد جناب جاوید احمد اور پروفیسر غلام شبیر کی طرف سے احادیث پر اعتراضات کے جواب دیے گئے یہ سلسلہ رات گئے ایک بجے تک چلتا رہا مناظر اہل السنۃ مولانا محمد رضوان عزیز نے ان کے ہر سوال کا جواب دے کر ان کو مطمئن کیا آخر میں بھائی جاوید صاحب اور پروفیسر بھائی غلام شبیر کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کی روشنی کے مسافر بن گئے۔ مرحبا مرحبا!!!

علمی مقام

شیخ ابو العباس سیاری ایک باخدا انسان تھے انہیں ایک مرتبہ اخروٹوں کی ضرورت پڑی، وہ ایک دکان پر پہنچے اور مدعا ظاہر کیا۔ دکاندار نے شاید انہیں پہچانا یا نہیں۔ لیکن انہیں خوش کرنے کے لیے اپنے ملازم سے کہا: ''حضرت کے لیے بہترین اخروٹ لاؤ۔'' اس کا خیال تھا کہ حضرت میری اس بات سے بڑے خوش ہوں گے ورنہ یہ بات تو وہ ہر گاہک کے لیے کہا کرتا تھا۔

حضرت سیاری نے پوچھا: ''کیا تم ہر گاہک کے لیے اپنے ملازم کو یہی حکم دیتے ہو؟ اس نے جھٹ سے جواب دیا: ''نہیں! حضرت یہ تو صرف آپ جیسے صاحب علم اور نیک اور پارسا انسانوں کے لیے ہے۔'' شیخ ابو العباس اس کی فریب کاری کو سمجھ گئے اور یہ کہہ کر چل دیئے: ''اچھے اخروٹوں کے لیے میں اپنے علمی مقام اور پارسائی کو فروخت نہیں کروں گا۔''

عورت کا اعتکاف

☆مولانا مقصود احمد

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے اسی وجہ سے اس میں کچھ ایسی زائد عبادتیں بھی آئیں جن سے دوسرے مہینے خالی ہیں۔ مثلاً: قرآن پاک کا نزول، رمضان میں بیس تراویح کا اہتمام، تلاوت، قرآن، سحری وافطاری نفل کا اجر فرض کے برابر ایک فرض ستر فرائض کے برابر، جنت کے دروازوں کا کھلنا، جہنم کے دروازوں کا بند ہونا، شیاطین کا قید ہونا وغیرہ اس میں اللہ رب العزت نے کا خاص اپنی رحمت کو خلقت میں بانٹنا جس کی وجہ سے لوگ آپس میں ہمدردی اور غم خواری کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں صفت غفوریت کا بھی ظہور ہوتا ہے کہ روزانہ ایک جم غفیر کے لیے جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔

خیر! اس مہینہ کی کس کس عبادت عظیمہ کا تذکرہ کیا جائے اس مبارک مہینے میں کئی عبادتیں ایسی ہیں کہ جن میں تلاش محبوب یعنی اللہ تعالی کے لیے وارفتگی عشق میں بھوک وپیاس سے بے نیاز ہوکر محبت سے سرشار ادائیں قابل دید ہوتی ہیں۔ انہی میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف ہے۔

اعتکاف:

''روزہ دار کا تمام مشاغل دنیا سے خالی ہوکر اپنے اللہ کے حضور سپرد کرکے اعتکاف کی نیت کے ساتھ مسجد میں بیٹھنے کو۔'' (1)

رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت موکدۃ علی الکفایۃ ہے۔ (2)

یعنی محلے والوں میں سے اگر کچھ نے کرلیا تو تمام سے ساقط ہوجائے گا اگر کسی نے بھی نہ کیا تو تمام کے تمام گناہ گار ہوں گے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ (3)

---

(۱) کتاب التعریفات؛ امام جرجانی ص ۲۵

(۲) الھدایہ ج ا ص ۲۰۹ (۳) بخاری ج ا ص ۲۷۱

فضیلت اعتکاف:

ترجمان القرآن، صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ اس کے گناہ روک دیے جاتے ہیں اور تمام نیکیاں (یعنی تمام اچھے کام جن کو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ان کا اجر) نیکی کرنے والے کی طرح جاری کر دیا جاتا ہے۔ (1)

اسی لیے تو امی عائشہؓ فرماتی ہیں اعتکاف کرنے والے پر نہ مریض کی عیادت ہے اور نہ نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا سنت ہے۔ (2)

اعتکاف کا وقت:

جو آدمی اعتکاف کرنا چاہے تو وہ بیس رمضان المبارک کے دن نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنی اعتکاف کی جگہ میں بیٹھ جائے اور انتیس یا تیس رمضان کو (یعنی عید کا چاند دیکھنے کے بعد) بعد از مغرب اعتکاف سے نکلے (3) اور دوران اعتکاف آدمی بغیر کسی شرعی ضرورت کے (مثلاً قضائے حاجت وغیرہ) اعتکاف کی جگہ سے نہ نکلے۔ (4)

اعتکاف کہاں کرے؟

مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں ہی اعتکاف کرنا افضل ہے (5) اور عورت کا گھر میں اعتکاف کرنا یہی حنفیہ کا مذہب ہے (6) عقل انسانی کا تقاضا بھی یہ کہ جب عورت کے لیے نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے (7) تو پھر اعتکاف بھی گھر میں ہی کرنا افضل ہوگا۔ (8)

---

(۱) ابن ماجہ ص ۱۲۷ (۲) ابوداؤد ج ا ص ۳۳۴

(۳) رسائل الارکان ص ۲۳۱ بحوالہ بہشتی زیور ص ۲۳۷ درالمختار ج ۳ ص ۴۴۴، شرح مسلم للنووی ج ا ص ۳۷۱، کتاب الام للشافعی ج ا ص ۲۶۰، فتح الباری ج ۴ ص ۳۵۲ (۳) بخاری مع حاشیہ ج ا ص ۲۷۲ وابوداؤد ج ا ص ۳۳۴

(۵) ہدایہ ج ا ص ۲۰۹، احکام القرآن للجصاص ج ا ص ۲۴۳، خلاصۃ الفتاوی ج ا ص ۲۶۷ (۶) احکام القرآن ج ا ص ۲۴۳

(۷) مستدرک للحاکم ج ا ص ۳۲۸ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۹۵ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۸، ۱۱۹ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷ ابوداؤد ج ا ص ۸۴ (۸) احکام القرآن للجصاص ج ا ص ۲۴۳ حاشیہ الطحاوی ص ۶۹۹

عورت کی مسجد:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مرد کا مسجد اور عورت کا اپنے گھر میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور عورت کے نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ کو حضور ﷺ نے بھی مسجد ہی قرار دیا ہے دیکھئے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے نبی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے اپنے گھروں کے تہہ خانے ہیں۔ (1)

اسی طرح ام حمید الساعدیہؓ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی کو پسند کرتی ہے تو پھر تیرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا یہ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔'' یہ سن کر حضرت ام حمیدؓ نے اپنے گھر والوں کو گھر میں مسجد بنانے کا حکم دیا تو ان کیلئے گھر کے ایک کونے میں مسجد تیار کی گئی اور آپ آخر دم تک اسی مسجد میں ہی نماز پڑھتی رہیں (نہ کہ مسجد نبوی میں). (2)

نوٹ: حدیث ام حمیدؓ میں ایک راوی عبداللہ بن سوید الانصاریؒ ہے جس کو امام ابن حبانؒ نے ثقہ کہا ہے۔ (3)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کی مسجد اس کا گھر (مخصوص جگہ) ہے تو اللہ رب العزت نے بھی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ذکر فرمایا **وانتم عاکفون فی المساجد** اسی وجہ سے مرد مسجد عرفی میں اور عورت اپنے گھر والی مسجد میں ہی اعتکاف کرے لیکن آج کے اس دور میں عورتوں کو اصل تعلیمات اسلامیہ سے ہٹا کر نام نہاد اسلام کے ''شیوخ'' نے عورتوں کو مردوں کی ہم نشینی میں کھلے آسمان تلے اعتکاف کروا کے مزید اس بدعت اور اخلاق باختگی کو فروغ دیا اور اپنے اس عمل یعنی مسجد میں عورت کے اعتکاف کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی ناکام و بے فائدہ کوشش کی ہے۔ مثلاً: قرآن میں ہے **وانتم عاکفون فی المساجد** (البقرہ) تم مسجدوں میں بیٹھنے والے ہو، اس سے یہ سمجھا کہ مرد و عورت مسجد میں ہی اعتکاف کریں جب کہ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں مرد اور عورت کی الگ الگ مسجد کو دلائل کی روشنی سے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ نے عورت کے گھر کو ہی عورت کی مسجد بتلایا ہے مزید برآں اسی آیت

---

(۱) مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۳۲۷ و مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۸

(۲) صحیح ابن خزیمہ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۹، مسند احمد (۳) مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۹

کے ذیل میں مفسرِ قرآن ابوبکر الجصاصؒ (وفات ۳۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرنے کا حکم فقط مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ ❶

احادیث رسول ﷺ میں بھی کسی عورت کا عملاً مسجد میں اعتکاف کرنا یا پیغمبر ﷺ کا حکم دینا کہ عورت مسجد میں اعتکاف کرے کسی صحیح، صریح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

وساوس وشبہات:

لیکن اس کے باوجود عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے بخاری ج ا ص ۲۷۱، ۲۷۳ سے دو حدیثیں دکھاتے ہیں کہ (۱) حضور کے بعد آپ کی گھر والیوں نے اعتکاف کیا (۲) حضرات امہات المومنین نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لیے خیمے لگائے۔

کاش!!! یہ لوگ ضد اور تعصب سے بالا تر ہو کر حدیث کو پڑھیں تو بات بہت آسان ہے حدیث میں ہے حضور ﷺ ہر رمضان میں مسجد نبوی میں مخصوص جگہ بنا کر اعتکاف کرتے تو حضرت عائشہؓ نے بھی اجازت لی تو حضور ﷺ نے اعتکاف کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے بھی اپنا خیمہ لگایا پھر ان کی دیکھا دیکھی حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ نے بھی اپنا اپنا خیمہ لگالیا۔ آپ ﷺ نے جب مسجد میں خیمے دیکھے تو تعجباً سوال کیا یہ کیوں لگائے گئے ہیں؟ اور کس چیز نے ان (یعنی ازواج مطہراتؓ) کو اس نیکی (یعنی مسجد نبوی میں اعتکاف) پر اُبھارا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ خیمے لگا کر اعتکاف کو تم نیکی سمجھتی ہو؟ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان خیموں کے اکھاڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو مسجد نبوی سے ازواج مطہرات کے خیمے (دوران اعتکاف ہی) اکھاڑ دیے گئے اور اس ناراضگی کی وجہ سے حضور ﷺ نے اپنا اعتکاف بھی توڑ دیا پھر شوال میں اس قضاء فرمائی۔ ❷

محترم قارئین! اگر عورت کے لیے بھی اعتکاف مسجد میں کرنا ضروری ہوتا تو اجازت کے باوجود حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت کو مسجد میں اعتکاف کیوں نہ کرنے دیا؟ اور خیمے لگ جانے کے بعد اکھاڑنے کا حکم کیوں دیا؟ اور اس نیکی پر ان کو کس نے اُبھارا ہے؟ اپنے اہل بیت کو عتاب کیوں فرمایا؟ اور اپنے اعتکاف کو بھی آخر ختم کیوں کر دیا؟

اتنی عام فہم حدیث کے باوجود بھی عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کی دعوت دینا یہ اطاعت

---

(۱) احکام القرآن جصاص ج ا ص ۲۴۲ (۲) بخاری ج ا ص ۲۷۳، مسلم ج ا ص ۳۷۱ و ابن ماجہ ۱۲۷

مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ صرف اور صرف نفسانی خواہشات کی اتباع ہے اور حضور ﷺ کے عمل کی خلاف ورزی ہے۔علامہ ابن حجرؒ شارح بخاری حضرت ابراھیم بن علیہؒ کا قول نقل کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں۔ (1)

اور مزید لکھتے ہیں: ''عورت کے لیے افضل بات یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کرے۔ (2)

اور امام شافعیؒ کے ہاں عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ (3)

لہذا عورت کا اپنے گھر کے مخصوص حصہ میں اعتکاف کرنا قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور یہی فقہاء کا مذھب اور ہم اہل السنۃ والجماعۃ حنفیہ کا عمل ہے۔اللہ رب العزت ہمیں رمضان المبارک میں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

بیمار کا حال اچھا ھے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ ''یادِ ایام'' میں لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ اس سیہ کار کو معمولی سا بخار ہوا۔کسی جاننے والے طالب علم سے حضرت (سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) نے خیریت دریافت کی؟ اس نے کہہ دیا: ''بخار ہو رہا ہے۔'' حضرت اسی وقت اسی گاڑی سے تشریف لے آئے اور کچے گھر کے دروازے میں قدم رکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

تعاللت کی اشجی ومابک علة
تریدین قتلی وقد ظفرت بذلک

میں ایک دم حضرت کی آمد پر کھڑا ہو گیا۔فرمایا: ''اچھے خاصے ہو شور مچا رکھا ہے، بخار کا۔میں نے عرض کیا: ''میں نے حضور کی خدمت میں کون سا تار یا ٹیلیفون کیا تھا کہ میں مر رہا ہوں۔'' فرمایا: ''دنیا میں شور مچ گیا؛ بخار کا، بخار والا یوں نہیں کھڑا ہوا کرتا۔میں نے عرض کیا۔

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے چہرے پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

(۱) فتح الباری ج ۴ ص ۳۵۲، بیروت، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۷۷ بیروت
(۲) فتح الباری ج ۴ ص ۳۵۱) (۳) فتح الباری ج ۴ ص ۳۴۹

خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ

☆ مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی

موت العالِم موت العالَم فرمان نبوی کے سچے مصداق سیدی و مرشدی حضرت الشیخ مولانا الحاج خواجہ خان محمد صاحب جہاں فانی سے رحلت فرما گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

قضا کار زیر زمین چل بسے ہیں
اجاڑے خزاں نے چمن کیسے کیسے

اخلاص وتقویٰ کا پیکر، ہر بلند و پست کو فیض یاب کر کے آج خلق کی نگاہ سے نہاں ہو گیا۔ کون ہے جو اس حادثۂ فاجعہ سے پریشان و مضطرب نہ ہوا ہو؟ لیکن! بقول خواجہ خواجگان، قیوم زماں، حضرت مولانا ابوسعد احمد: ''ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ بقائے دوام اسی ذات برتر و اعلیٰ کو زیبا ہے۔ اس کی رضا کا اختیار کرنا عین عبادت ہے اور اس کی عظمت کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں۔''

حق یہ ہے کہ جس کی ابتداء ہوتی ہے اس کی انتہاء ہوتی ہے۔ ایک ذات ہے جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء وہ اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے۔ باقی مخلوق کے عظیم سے عظیم فرد کی بھی ایک ابتداء ہے اس لیے اس کی انتہاء اور فنا بھی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اعلیٰ صفات کے ساتھ فقیر کا ستائیس سالہ ارادت مندی اور نیاز مندی و مریدی کا تعلق ہے۔ اس عرصہ میں متعدد بار خانقاہ شریف میں حاضری ہوئی ہے ہر بار حضرت والا کو خانقاہ میں جلوہ افروز پایا آنے والے جوق در جوق آتے، خانقاہ میں لحہ بہ لحہ نئے اضافہ کے ساتھ لوگ موجود ہوتے تھے لیکن معمولات پوری استقامت و مستعدی سے جاری رہتے۔ خاص کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت خانقاہی معمولات کا پورا پورا تحفظ ہوتا بالخصوص رمضان شریف میں معمولات تادم آخر جاری رہے۔

خانقاہ شریف کے یہ معمولات اپنے اندر ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ حضرت والا کے اپنے ہاں کے معمولات بھی ختمِ خواجگان، صبح کا طویل مراقبہ، طریق نقشبندیہ مجددیہ کی معرفت کے متعلق لٹریچر کا پڑھایا جانا، بعض حضرات کو ان کی طلب اور استعداد کے مطابق کتابوں کا فراہم کیا جانا، اہل علم اور

اہل ذوق کے لیے خانقاہ شریف کی عظیم لائبریری سے استفادے کی عام اجازت، اسی طرح خط و کتاب کے وسیع سلسلہ کو بڑی عمدگی سے نبھایا جاتا ہے ہر خط میں جواب طلب ہر نوع کے امر کا محققانہ جواب بلاتا خیر عنایت فرمایا جاتا ہے، اس معمول میں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت والا کی ذات ستودہ بلا امتیاز اپنا، پرایا مخلوق خدا کی فیض رسانی کے لیے گویا وقف ہے۔

باوجود بے پناہ مصروفیتوں کے اتنا وسیع وقت شاید ہی کسی خانقاہ میں طالبانِ اصلاح ظاہر و باطن کو دیا جاتا ہو معمول کی باقاعدگی، نرم خوئی و نرم گفتاری، چہرے کا متبسمانہ انداز، کم گوئی و خاموشی! طالبانِ حق کو توقعات سے کہیں بڑھ کر نوازتی تھی۔ ہر آدمی اپنی ہر بات کہنے کی کوشش کرتا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوری توجہ سے سنتے۔ جواباً بھرپور شفقت و رافت کا معاملہ فرماتے۔

خدمت عالیہ میں حاضر ہونے والا مقصد بر آنہ آنے پر بھی کبھی محرومی کا احساس لے کر نہیں لوٹا ویسے عام تھا دعائیں، تعویذات جو مانگا ممکن حد تک ضرور پایا کبھی کسی کو جھڑ کا نہیں گیا۔ بات کرنے والے کی بات معقول تھی یا نامعقول، گوارا تھی یا ناگوار، پوری توجہ سے سنی جاتی تھی۔ اگر ضرورت ہوتی تو پوری حکمت و عمدگی کے ساتھ اس کی اصلاح بھی ضرور کر دی جاتی لیکن کبھی کسی کو توہین آمیز انداز میں ڈانٹا نہیں گیا۔ حلم و بردباری اور صحیح اسلامی حکمت کا یہ مظاہرہ آج ہماری خانقاہوں میں نایاب ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری کا شرف ہر سطح کے آدمی کو حاصل تھا۔ اس بازیابی میں نہ کوئی چھوٹا، بڑا امر ید حائل تھا، نہ شیخ محترم کی طرف سے کوئی پابندی تھی۔ وہاں سجادگی کی ہو، ہوا کا نام ونشان نہیں تھا اس لیے پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کے ہم عصر بزرگان سلسلہ خلق خدا میں شاید اتنی فیاضی کے ساتھ فیض رسانی نہ کر سکے ہوں جتنے فیوض و برکات حضرت خواجہ صاحب کی خانقاہ سے حضرت والا کے وقت میں مخلوق خدا کو پہنچے ہیں۔

حضرت کی ذات جامعیت کی مالک تھی جہاں آپ کے اتباع سنت کے پیکر، نور باطن سے آراستہ، اخلاص سے پیراستہ ہونے کا تعلق ہے یہ بلا اختلاف مسلم ہے لیکن آپ کی ذات مردِ حُر ہونے کے حوالے سے بھی اہل حق کا ایک مضبوط سہارا تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اس لحاظ سے بہت خوش نصیب تھے سیاست کے روز اول سے آج تک حضرت والا کی انہیں مکمل سرپرستی حاصل تھی مولانا نے بھی اس تعلق کا خوب احترام کیا اور اسے خوب نبھایا۔ اس کے علاوہ جہاں کہیں اور جب کبھی حق پرستی کی پاداش میں

پابند سلاسل ہونا پڑا۔ وہاں بھی حضرت رحمہ اللہ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ چنانچہ 53ء میں تحریک ختم نبوت نے جب زور پکڑا تو امت کے ہر فرد و بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان اسیرانِ ناموس رسالت میں حضرت والا کی ذات گرامی شامل ہونے سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت تک اور تا دم آخر شامل رہی۔ لقاء ربی سے جب نوازے گئے تو خالق کائنات سے ملاقات؛ پاسبان ختم نبوت کی حیثیت سے ہوئی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ارباب حل وعقد نے جب مجلس کی امارت قبول کرنے کی درخواست کی تو جواب میں حضرت والا نے انتہائی رقت آمیز والا نامہ تحریر فرمایا۔ جس میں کمال تواضع وانکساری سے اظہار فرمایا: ''میں خادم کی حیثیت سے کام کرتا رہوں گا یہ عظیم ذمہ داری کسی اہل آدمی کے سپرد کریں میں بالکل اس کا اہل نہیں۔'' حضرت والا نے پہلے اس گرامی نامہ کا ایک رف خاکہ تیار کیا پھر فقیر کو حکم دیا کہ اس کو صاف کر دو! بندہ نے تعمیل حکم کی والا عالی کی سطر سطر میں تواضع وانکساری کے ساتھ محبت خیر الانام ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت ومودت دیدنی تھی۔ مرکز کو وہ والا عالی بھجوا دیا گیا۔ لیکن مجلس کے بابصیرت حضرات نے حضرت رحمہ اللہ کو مجبور کیا کہ آپ برائے احسان یہ منصب قبول فرمائیں۔ چنانچہ حضرت رحمہ اللہ نے اس منصبِ جلیلہ کو قبول فرما کر اس تحریک کو شب روز کی اپنی دعاؤں، توجہات باطنیہ اور دن رات کی محنت سے جس عروج تک پہنچایا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ آج ایوان کفر وارتداد پر لرزہ طاری ہے منکرین ختم نبوت کی نبضیں ڈوبتی نظر آتی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ان شاء اللہ اعداء دین وایمان اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

اس ذرہ بے مقدار کا وجدان یہ کہتا ہے کہ حضرت والا کی عقیدت ختم نبوت کے تحفظ کے بارے میں ہر مجاہدہ وریاضت اور سعی وکوشش کی حضور ﷺ کے ہاں بڑی پذیرائی ہوئی ہوگی۔ حضرت الشیخ بے حد وحساب رحمتوں سے نوازے گئے ہوں گے۔ شیخ محترم کو عالم برزخ اور عالم حشر کے بلند وبالا درجات عنایت ہوئے ہوں گے۔

اللہ رب العزت نے نجانے ہمارے شیخ رحمہ اللہ کو کیا کیا انعامات واحسانات عطا کیے ہوں گے؟؟؟ ہمارے شیخ کی دنیا سے ان کی آخرت یقیناً بلند وبالا ہوگی اصل میں جس کی زندگی جتنی بہترین ہوتی ہے اس کی موت بھی اتنی بہترین ہوتی ہے۔ دنیا بھی لاجواب آخرت بھی قابل رشک۔ ان کا آنا بھی

مبارک ان کا جانا بھی بے پناہ سعادت مندیوں کا عروج۔

ناچیز اپنے علم عمل کی بے مائیگی کا معترف ہے نہ قلم کی دھنی نہ تقریر کے شاہ سوار۔ ہماری یہ حیثیت کہاں کہ ہم حضرت قبلہ کی با کمال ہستی کے صحیح مقام تک رسائی حاصل کر سکیں۔

آخر میں دعا ہے اللہ پاک کروٹ کروٹ بے حد وحساب رحمتیں فرمائے۔ لمحہ بہ لمحہ عروج ہی عروج نصیب کرے ان کی اولاد میں محترم صاحبزادہ مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا خلیل احمد، حضرت رشید احمد صاحبزادہ سعید احمد اور جناب نجیب احمد ان تمام کو دارین کی عافیت، سرفرازی اور سرخروئی سے نوازے۔ ہر طرح کے ابتلاء وآزمائش سے بچائے۔

آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ واصحا بہ اجمعین.

اظہار تعزیت

ادارہ ''قافلہ حق'' اور ''اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ'' کے تمام قائدین اور اراکین حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اپنے رب کے حضور دعا گو ہیں۔ اللہ تعالی آپ رحمہ اللہ کی قبر کو نور سے بھر دے اور آپ کو اپنے حبیب ﷺ کے وسیلے جنت الفردوس عطا فرمائے۔ رب قدیر آپ کے تمام صاحب زادگان؛ مولانا عزیز الرحمان، مولانا خلیل احمد، پیرزادہ رشید احمد، لالہ سعید احمد اور جناب نجیب احمد، متعلقین، مریدین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام اراکین اور قائدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چل کر اعلائے کلمۃ اللہ اور اعداء اسلام کی سرکوبی کے لیے سربکف ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یارب العالمین

ادارہ

فقہاء کا اختلاف

☆ مولانا عمر سعید

برادران اہل السنّت والجماعت! ہمارے اس موجودہ زمانہ میں غیر مقلدین عام سادہ لوح مسلمانوں کو مختلف ہتھکنڈوں سے اور عجیب وغریب اعتراض کر کے ان کے ذہنوں کو منتشر کر رہے ہیں، ہر منبر ومحراب اور چوکوں چوراہوں میں فرقہ واریت کی فضا کو عام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تاکہ یہ مقلدین، تقلید کی روشن شاہراہ سے جدا ہو کر عدمِ تقلید کی دلدل میں پھنس کر رہ جائیں۔ اپنے اکابر ائمہ مجتہدین کا اعتماد کھو کر اپنی ذہنی اختراع اور عقل ناسور پر عمل پیرا ہوں ان کی یہ کوشش معاشرہ کی اصلاح نہیں بلکہ بہت بڑے فساد کی بنیاد ہوتی ہے جب کہ ان کی علمی بساط اس قدر قابل رحم ہوتی ہے جن کو ''عربی'' تو کجا محض ''اردو فہمی'' میں بھی مہارت تامہ نہیں ہوتی۔ اس پر طرہ یہ کہ چند اردو کتابیں پڑھ کر نہ صرف عالم ہونے کا دعوی کرتے ہیں بلکہ مجتہد بن بیٹھتے ہیں۔

ان کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ دین اسلام میں ایک شریعت ہے جو حضرت محمد ﷺ کے توسط سے ہمیں نصیب ہوئی ہے اور حشر تک بنی نوع انسانی کے لیے ضابطۂ حیات اور سرچشمہ برکت ہے لیکن چاروں ائمہ نے اس شریعت کے متعدد ٹکڑے کر دیے ہیں۔ جس میں تحریف سے کام لیا گیا ہے کہ شریعت ایک تھی، ائمہ نے چار بنا دی ہیں۔ مسئلہ ایک ہوتا ہے لیکن ایک امام اس کو حلال کہتا ہے اور دوسرا امام اس پر حرام کا حکم لگاتا ہے یعنی ایک امام اس کے کرنے کو موردِ ثواب ٹھہراتا ہے اور دوسرا امام اس کو گناہ کا کام بتاتا ہے ایک کی رائے یہ ہوتی ہے کہ اس پر بڑی شدومد کے ساتھ عمل کیا جائے جب کہ دوسری کی رائے اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے کہ اس کے بالکل قریب بھی نہ جایا جائے۔

اب مقلدو تم بتاؤ! ہم خدا اور رسول ﷺ کے حکم پر عمل کریں یا ائمہ کے چکروں میں پڑ جائیں؟

گویا کہ یہ نام نہاد اہل حدیث اس طرح کا شور کر کے فقہ اور ائمہ اربعہ کو ہر عام وخاص کے سامنے بدنام کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں اور ائمہ کی شان میں جی کھول کر اپنے اندر کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت کے پیش نظر یہاں بنیادی اختلاف کی اقسام کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

بنیادی اختلاف: بنیادی طور پر اختلاف تین قسموں پر مشتمل ہے۔

۱: پہلا اختلاف کفر اور اسلام کا اختلاف ہے یعنی تمام ضروریات دین کو ماننا ایمان ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس میں تاویل باطل کرنا، کفر ہے۔ مثال کے طور پر عقیدۂ ختمِ نبوت ضروریات دین میں سے ہے اب اگر کوئی حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہ کرے وہ بھی کافر۔ ایسا آدمی جو اس بات کا قائل ہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں مگر اس میں یہ تاویل کرے کہ خاتم النبیین کا معنی ''نبی گر'' ہے۔ یعنی آپ مہریں لگا کر دوسروں کو نبی بنا سکتے ہیں تو اس طرح معنی کی تاویل باطل بھی موجب کفر ہے۔

۲: دوسرا اختلاف سنت اور بدعت کا اختلاف ہے اس میں ایک طرف اہل السنۃ والجماعۃ سوادِ اعظم ہیں اور دوسری طرف وہ فرقے جو صحابہ کرامؓ کے طریقوں سے جدا ہو چکے ہیں اہل السنۃ وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ اہل السنۃ کو تسلیم کر چکے ہیں ان میں سے ایک کا منکر بھی اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ مثلاً: اگر کسی نے اہل سنت کے عقیدۂ تقدیر کی غلط تاویل کی تو وہ اہل السنۃ سے خارج ہو گیا اور فرقہ قدریہ میں شامل ہو گیا۔ اگر کسی نے عقیدۂ عذاب قبر کی تاویل کی تو وہ اہل سنت میں سے نہ رہا بلکہ معتزلی بن گیا۔

۳: تیسرا اختلاف جو فروعی اور جزوی اختلاف ہے کلی اور اعتقادی اختلاف نہیں ہے۔ جیسے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ عقائد میں اتفاق کے باوجود فروع میں اختلاف رکھتے ہیں۔

یہی تیسرا اور آخری اختلاف جو موضوع بحث ہے جس کی بنیاد پر فقہاء ائمہ اور تمام اہل حق غیر مقلدین کے تیر ترکش سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حالانکہ یہ اختلاف فروعی اور جزوی اختلاف ہے عقائد کا اختلاف نہیں اور اس قسم کا اختلاف کسی صورت مذموم نہیں یہ بالکل وہی اختلاف ہے جو سابقہ انبیاء کی شرائع میں تھا۔

سابقہ شرائع کا اختلاف:

ترجمان اہل السنۃ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ رقم طراز ہیں:

''دینی عقائد میں اتحاد کے باوجود حضرات انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں حرام وحلال کا اختلاف تھا۔''

عقائد میں اتفاق کے ساتھ نبیوں کی شریعتوں میں اختلاف تھا کسی شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز، کسی میں بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا حلال، کسی میں حرام۔لیکن باوجود حلال وحرام کے اختلاف کے سب شریعتیں اپنے اپنے زمانہ میں برحق تھیں دوسرے زمانوں کے بارے میں ناسخ کو دیکھا جاتا تھا۔منسوخ پر عمل ختم ہو جاتا اور ناسخ پر عمل جاری رہتا تھا۔ (1)

صحابہ کرامؓ کا اختلاف:

جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں اختلاف تھا اسی کے مثل حضرات صحابہ کرام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ان حضرات کے فتوی بلا ذکر دلیل بھی ہیں اور ان میں باہم حلال اور حرام کا اختلاف بھی ہے۔تقریباً پانچ اختلافی مذاہب صحابہ کرامؓ میں رائج تھے جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور شرح معانی الآثار جیسی کتب حدیث کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

فتنوں کا ظہور:

صحابہ کرامؓ کے دور میں خال خال ہی فتنے ظہور پذیر ہوئے تھے۔اصحاب رسول ﷺ مدینہ منورہ سے اپنے سینے علم سے معطر کر کے چہار دانگ عالم میں پہنچے جو صحابہؓ جس علاقہ میں قیام پذیر ہوئے وہاں کے عوام الناس نے ان کی تقلید شروع کر دی۔یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رہا یہاں تک کہ حضرات ائمہ کا دور شروع ہوا اول کئی مذاہب معرض وجود میں آئے جن کی تقلید ہوتی رہی۔پھر رفتہ رفتہ سب مذاہب ناپید ہو گئے۔صرف چار کا وجود قائم رہا جو ابھی تک قائم ہے......ان شاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا......اور پوری دنیا میں ان پر عمل کیا جا رہا ہے۔

چہار دانگ عالم میں مقلدین کی تعداد:

جیسا کہ علامہ شکیب ارسلانؒ (م ۱۳۶۶ھ) فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے سارے، ترک اور بلقان کے مسلمان، روس اور افغانستان کے مسلمان، چین کے مسلمان، ہندوستان (پاک وہند) کے مسلمان، عرب کے اکثر مسلمان اور شام وعراق کے اکثر

---

(۱) تجلیات صفدر ج ۲ ص ۴۴

مسلمان۔فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں اس لیے کہ حرمین شریفین جو کہ اہل اسلام کا مرکز ہے دورِ صحابہؓ کے بعد صدیوں تک ان مقامات مقدسہ کی خدمت کی توفیق مقلدین کو ملی ہے اور ابھی تک وہ اپنی خدمت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔چنانچہ ۶۶۵ھ سے ۱۳۴۰ھ تک حرمین شریفین میں چار قاضی ہوا کرتے تھے: حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی بلکہ نویں صدی سے ۱۳۴۵ھ تک حرم کعبہ میں چار مصلے تھے اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پوری دنیا میں صدیوں تک یہ بات مسلم رہی کہ اہل سنت چار مذاہب میں منحصر ہیں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اس کے علاوہ کسی کو اہل السنّت والجماعت کہلا کر اہل سنت میں کسی انتشار اور نئے نئے اختلاف پیدا کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔10 دسمبر 1920ء بمطابق ۱۳۴۵ھ میں صرف ایک حنبلی مصلی باقی رکھا گیا۔ (1)

اس میں چند باتیں تو دن کے سورج کی طرح عیاں ہوگئیں کہ مرکز اسلام حرمین شریفین نے بھی اس حقیقت کی تصدیق کردی کہ ائمہ کے مابین جزوی اختلاف ”**اختلاف العلماء رحمة**“ کے قبیل سے ہے نا کہ شریعت کی تقسیم کا سبب۔

اگر مرکز اسلامیہ کی حکومت اس کو مذموم تصور کرتی تو پھر چار مصلے بچھانا چہ معنی دارد......؟ یقیناً حکومت اسلامیہ ائمہ اربعہ کو برحق تسلیم کرتی ہے ورنہ اس طرح کے اقدام کرنا بہت مشکل ہے۔

12 صدیاں تک حرمین شریفین میں احناف کی خدمات:

میاں نذیر حسین دہلوی جو فرقہ غیر مقلدین کے بانیوں میں سے ہیں فرماتے ہیں: ”چاروں امام؛ ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ جو قوامِ دین کے لیے مثل چار عنصر آب، آتش، خاک، باد کے ہیں اور اہل عناد کے سوا کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ان میں ہر شخص دین کا معاون اور پشت پناہ ہے۔“ (2)

مذکورہ بالا بیان میاں نذیر حسین کا ہے جن کو غیر مقلد مختلف القابات سے یاد کرتے ہیں اور اپنا ”امام الکل“ تسلیم کرتے ہیں۔آپ نے غور کیا انہوں نے ائمہ اربعہ کو چار عناصر سے تشبیہ دی ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے جس طرح ان بنیادی عناصر کے بغیر انسان کی تخلیق ناممکن ہے اسی طرح کسی بھی امام سے بغض وعناد دین اور ایمان کی بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

---

(۱) تجلیات صفدر ج۲ ص۳۲ (۲) الحیاۃ بعد المماۃ ص۵۹۰، تجلیات صفدر ج۲ ص۲۹

غیر مقلدین کے پیشوا مولانا عبدالجبار غزنوی کہتے ہیں: ''مذاہب اربعہ حق ہیں اور ان کا آپس کا اختلاف ایسا ہے جیسے صحابہ کرامؓ میں بعض مسائل کا اختلاف ہوا کرتا تھا۔ باوجود اختلاف کے ایک دوسرے سے بغض وعناد نہیں رکھتے تھے اور باہم سب وشتم نہیں کیا کرتے تھے۔'' (1)

ان مذکورہ بالا حوالوں سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ائمہ اربعہ کا کوئی نیا دین اور نئی شریعت نہیں بلکہ وہی شریعت اور دین ہے جو صحابہ اور آپ ﷺ کا تھا اور صحابہ کرام کا باہمی اختلاف جو کہ دلائل پر مبنی تھا وہی اختلاف ائمہ اربعہ میں بھی رہا اگر صحابہ کرامؓ کا باہمی فروعی اختلاف نیا دین نہیں بنتا تو ائمہ اربعہ جو درحقیقت انہی صحابہؓ کے پیروکار ہیں، اختلاف کریں تو یہ بھی نئی شریعت نہیں بنے گی بلکہ ایک بات کی مختلف تعبیرات ہیں جو کسی بھی عقل وفہم رکھنے والے کے سامنے قابل اعتراض نہیں۔

موثر علاج

ایک بادشاہ اپنے غیر معمولی موٹاپے کی وجہ سے تقریباً معذور ہوگیا تھا۔ اس نے ایک حاذق طبیب سے رجوع کیا، طبیب نے ان کا معائنہ کیا اور شکستہ لہجہ میں کہا: ''میرے منہ میں خاک، حضور کی عمر میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔'' بادشاہ کو غصہ آگیا۔ اس نے طبیب کو قید کروادیا۔ مگر طبیب کی بات نے اس کو سخت متفکر کردیا۔ وہ موت کا ایک ایک دن گننے لگا۔ متفکر ہونا اس کے لیے بہت سودمند ہوا۔

اس کا جسم رفتہ رفتہ گھٹنے لگا اور گوشت کم ہوگیا۔ اٹھائیس دن بعد اس نے طبیب کو جیل سے طلب کیا اور اس سے پوچھا: بدزبان! اب کیا کہتا ہے تو؟ طبیب نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت کا اقبال بلند ہو، میں غیب دان نہیں ہوں، مجھے تو خود اپنی عمر کا حال معلوم نہیں۔ بھلا آپ کی عمر کا کیا حال بتاسکتا ہوں؟ میرے پاس آپ کے مرض کی اس کے سوا کوئی دوا نہ تھی کہ آپ کو غم اور فکر میں مبتلا کردوں۔ بادشاہ نے اسے آزاد کردیا اور انعام واکرام سے نوازا۔

(۱) اثبات الالہام ص ۶ تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۹

تدوین حدیث

☆مولانا محمد بلال جھنگوی

اللہ کے فضل وکرم سے امت مسلمہ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے قول، فعل اور حدیث وسنت کی ایسی حفاظت کی ہے جس کی اس دنیا میں موجودہ تمام مذاہب مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں ہمارے پیغمبر ﷺ کیونکہ خاتم الانبیاء ہیں اورآپ کالایا ہوا پیغام ایک عالمگیر پیغام ہے اس لیے اللہ نے آپ کے ہر قول وعمل اور فعل کی حفاظت کے لیے بھی اسباب پیدا فرمائے اور آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہر ارشاد کو کئی طریقوں سے محفوظ کروایا خواہ وہ طریقہ حفظ حدیث کا ہو یا کتابت حدیث کا۔

جہاں تک حفظ حدیث کا تعلق ہے تو اللہ نے اس امت میں ایسے ذہین افراد بھی پیدا فرمائے کہ جن کی ذہانت کے واقعات تاریخ کے سینے میں اب بھی محفوظ ہیں آج دنیا ان کے حالات واقعات کو پڑھ کر ان کی ذہانت کو داد دیتی نظر آتی ہے اور اس امت کا پہلا طبقہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کا ہے جن میں حضرت وحشی کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبید اللہ بن عدی بن الخیار کو شیر خوارگی کے زمانہ میں دیکھا تھا پھر پچاس سال کے بعد آنکھیں اور پاؤں دیکھ کر کہنے لگے! ''تم عبید اللہ ہو! جس کو بچپن میں میں نے اٹھایا تھا۔'' (1)

جن لوگوں کو اپنے نسب ناموں کے علاوہ اپنے جانوروں کے نسب نامے بھی یاد تھے اور کئی کئی اشعار قصائد کے تو ان کی بچیوں کو بھی یاد ہوا کرتے تھے انہوں نے پیغمبر ﷺ کے فرامین کو یاد کیا اور بعینہ امت تک پہنچائے۔ جہاں تک کتابت حدیث کا تعلق ہے تو ان حضرات نے گاہے بگاہے اس کو بھی لکھا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے فرماتے ہیں

''مامن اصحاب النبی ﷺ احد اکثر حدیثا عنه منی الاما کان من عبدالله بن عمرو فانه کان یکتب ولا اکتب.'' (2)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! ''کوئی شخص بھی رسول اللہ ﷺ سے اتنی کثرت سے روایات نقل نہیں کرتا جس کثرت سے میں نقل کرتا ہوں البتہ عبداللہ بن عمرو (بن العاص) مجھ سے

---

(۱) بخاری ج ۲ ص ۵۸۳ (۲) بخاری ج ا ص ۲۲ باب کتابۃ العلم

زیادہ روایت نقل کرتے ہیں اس لیے کہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔‘‘ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتابت حدیث پیغمبر ﷺ کے زمانہ سے ہی شروع ہوگئی تھی بلکہ حجۃ الوداع کے موقع پر تو خاتم الانبیاء ﷺ نے خود لکھنے کا حکم فرمایا:

’’فقال اکتب لی یارسول اللہ فقال اکتبوا لابی فلان‘‘ (1)

جس وقت ایک آدمی نے پیغمبر ﷺ سے لکھوانے کی عرض کی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے لکھنے کا فرمایا یہ شخص ابوشاہ تھا طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بعدانکے شاگردوں ے بھی حدیث کولکھا جیسے صحیفہ ھمام ابن منبہ۔ جوحضرت ابوھریرہؓ کے شاگرد کاہےاور آج بھی چھپا ہوا موجود ہے

الغرض صحابہ کرام ﷺ اور تابعین رحمھم اللہ تعالی کے پاس لکھے ہوئے صحیفہ جات موجود تھے اور خود لکھا بھی کرتے تھے گویا کہ حدیث کی تدوین کا یہ سلسلہ دور رسالت سے متفرق طور پر شروع ہوگیا تھا بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں باقاعدہ طور پر تدوین حدیث کا سلسلہ شروع ہوا۔

تو سب سے پہلے کتابی صورت میں کوعمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے حضرت ابن شھاب الزھریؒ نے [وفات۱۰۰ھ] میں پیش کیا۔چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری ج۱ص ۶۸ ج۱ص۱۶۸ میں اس کا ذکر یوں فرمایا حدیث:’’ **اول من دون الحدیث ابن شھاب الزھری علی راس المائۃبامر عمربن عبدالعزیز.** ‘‘ پھراس کے بعد تدوین تصنیف عام ہوگئی۔

لہذا یہ مسلم حقیقت ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ،تابعینؒ اور اتباع تابعینؒ نے پوری محنت اور مشقت سے خالص دینی جذبہ اور ولولہ کامل خلوص اور للّٰھیت سے آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو سینوں میں اور سفینوں میں محفوظ کر کے امت مرحومہ تک بڑی دیانت کے ساتھ اس امانت کو پہنچایا اور پہنچانے کا حق ادا کردیا۔

مگر آج کا ایک خواہش پسند طبقہ طرح طرح کے بہانے بنا کر حدیث کے حجت ہونے کا انکار کرتا ہے اور نعرہ عمل بالقرآن کا لگا تا لگا تا تھکتا نہیں۔حقیقت میں یہ قرآن پر عمل کا نعرہ ہی ان کا سفید جھوٹ ہے کیونکہ حدیث کا حجت ہونا۔’’ **مااتکم الرسول فخذوہ اورقل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** ‘‘ سے اور کئی دیگر آیات سے ثابت ہے جبکہ یہ منکرین،حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔

---

(۱) بخاری ج۱ص۲۲

ملفوظاتِ اوکاڑوی رحمہ اللہ

☆مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: حرمین شریفین جو مرکز اہل السلام ہے دور صحابہ کرامؓ کے بعد صدیوں ں تک ان مقامات مقدسہ کی خدمت کی توفیق احناف کو ملی۔ امام شامیؒ فرماتے ہیں: ''دولت عباسیہ جن کی حکومت تقریبا پانچ سو سال رہی اگر چہ خلفاء اپنے جد امجد کے طریق پر تھے مگر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ اس دولت کے اکثر قاضی اور شیخ الاسلام حنفی اور پھر دولت سلجوقی اور خوارزمی کے تمام خلفاء بھی حنفی تھے اور عدالتوں میں حنفیت کا غلبہ تھا دونوں خلافتیں تقریبا تین سو سال حرمین شریفین کی خادم اور دولت اسلامی پر حاکم رہیں۔ پھر نویں صدی سے تقریبا ۱۳۴۰ھ تک دولت عثمانی رہی یہ سب حنفی تھے گویا تقریبا بارہ سو سال یہ اعزاز احناف کے پاس رہا اب تقریبا نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ ہو رہا ہے کہ یہ خدمت احناف کے چچازاد بھائیوں یعنی حنابلہ کے حصے میں آ گئی چونکہ حنفی بڑے بھائی ہیں اور بڑوں کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے اس لیے چھوٹوں کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں چنانچہ ۶۶۵ھ سے ۱۳۴۰ھ تک حرمین شریفین میں چار قاضی ہوا کرتے تھے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی بلکہ نویں صدی ۱۳۴۵ھ تک حرم کعبہ میں چار مصلے تھے اس کا ایک بڑا فائدہ بھی تھا کہ پوری دنیا میں صدیوں تک یہ بات مسلم رہی کہ اہل سنت چار مذاہب میں منحصر ہیں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ان کے علاوہ کسی کو اہل السنۃ والجماعۃ کہلا کر اہل السنۃ والجماعۃ میں کسی انتشار اور نئے نئے اختلافات پیدا کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۳۵ھ صرف ایک حنبلی مصلیٰ باقی رکھا گیا۔

ایک دفعہ ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلے حرم کعبہ میں چار مصلے تھے اب ایک ہی ہے میں نے کہا آپ شکر کس بات پر کر رہے ہیں جب چار مصلے تھے آپ کا اس وقت بھی نہیں اب ایک ہے تو آپ کا اب بھی نہیں ہے اللہ نے صدیوں سے خدمت حرمین شریفین کا اعزاز اہل السنۃ کو ہی دے رکھا ہے پہلے صدیوں تک بڑے بھائی اس خدمت پر رہے اب چھوٹے ہیں۔ (1)

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: جب سے حرمین شریفین میں حنبلی حکومت قائم ہوئی پاک و ہند کے

---

(۱) تجلیات صفدر جلد دوم ص ۳۲،۱

بعض غیر مقلدین نے ان کے بارے میں یہ بات پھیلانی شروع کی کہ جس طرح ہم فقہ کو نہیں مانتے یہ سعودی حضرات بھی فقہ کو نہیں مانتے۔اس حکومت نے محسوس کیا کہ یہ تو غلط الزام ہے جو ہم پر لگایا گیا ہے چنانچہ اس حکومت نے کروڑوں روپے کے خرچ سے فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''مغنی ابن قدامہ'' چھپوائی اور عرب وعجم میں مفت تقسیم کی تاکہ ان کا منہ بند ہو جو ان کو فقہ کا منکر باور کرانا چاہتے تھے۔

ابھی بے چارے غیر مقلد اسی سے پریشان تھے کہ سعودی حکومت نے حنبلی مذہب کا مشہور ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' چھپوا کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا تاکہ اب کوئی زبان یہ جھوٹ نہ بول سکے کہ سعودی حکومت فقہ کو نہیں مانتے۔بس! پھر کیا تھا؟ کہ غیر مقلدیت کا یہ پروپیگنڈہ خاک میں مل گیا اور یہ بات دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہوگئی کہ سعودی حکومت فقہ کی منکر نہیں بلکہ فقہ کی سرپرست ہے فقہ حنبلی ان کا مسلک ہے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ فقہ حنفی سب سے پہلے مرتب ہوئی پھر فقہ مالکی پھر فقہ شافعی پھر حنبلی سعودی حکومت نے آخری فقہ کو شائع کر کے گویا یہ بات ثابت کر دیا کہ جب آخری فقہ بھی بدعت نہیں تو پہلی فقہ کیسے بدعت ہوگی؟ اس کے بعد غیر مقلدین حضرات کا فرض تھا کہ ''مغنی ابن قدامہ'' اور ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' کا رد لکھ کر اپنے انکارِ فقہ کے مسلک کو سعودی حکومت پر واضح کرتے۔لیکن! پیسوں کی محتاجی نے نام نہاد ''حق گوئی'' سے روک دیا۔ (1)

انجام

سلطان نصیر الدین اپنے مزاج کی گرمی دور کرنے کے لے بسا اوقات پانی میں بیٹھا رہتا ایک دن وہ ایک گہرے حوض میں ڈوبنے لگا۔ چند خادموں نے اسے بچالیا جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے ایک خادم کے ہاتھ قطع کرا دیے اس خادم نے سر کے بالوں سے پکڑ کے پانی سے باہر نکالا تھا۔سلطان نے اسے سوءادب سمجھا جب وہ دوسری مرتبہ ڈوبنے لگا تو کسی نے اسے پانی سے باہر نہیں نکالا، وہ ڈوب کے مر گیا۔اس کی موت کے ایک سو دس برس بعد ہم نے اس کی گلی سڑی نعش قبر سے نکلوا کر ''دریائے نربداہ'' میں پھینکوادی۔ پہلے ہم نے اس کی نعش کو جلا دینے کا حکم دیا پھر سوچا کہ اس کی ناپاک نعش جلا کر آگ کی لطافت کیوں کم کی جائے۔ (جہانگیر بادشاہ)

---

(۱) تجلیات صفدر ج ۲ ص ۳۲،۳۳

(احتساب)

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

☆مولانا محمد رضوان عزیز

اس مثل کی حقیقت اس وقت سامنے آتی ہے جب کوئی شخص مجلس میں یا عدالت میں مقدمہ ہار رہا ہو اور ادھر ادھر سے لچر قسم کے دلائل سے اپنا دعوی ثابت کر کے اپنے مطلوب کا حاصل کرنا چاہتا ہو۔

یعنی یہی حالت اس وقت فرقہ اہل حدیث غیر مقلدیت کی ہے ایک صدی سے زائد عرصہ سے بغیر کسی خاطر خواہ سپیڈ بریکر کے ون وے پر یہ فرقہ دوڑتا رہا ناصحین امت نے ہزار بار انداز خیر خواہی سمجھانے کی کوشش کی مگر جیسے پنجابی کی مثل مشہور ہے ''مچھلی پتھر چٹ کہ ای مڑدی اے'' (مچھلی کے پتھر سے ٹکرائے بغیر پیچھے نہیں ہٹتی) غیر مقلدین حضرات بھی شب وروز ائمہ مجتہدین اور اسلاف امت پر تبراء بازی کرنے نے مصروف امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کی خودرائی کا ایسا سبق عام کی اکہ ہر شخص خود منصب اجتہاد پر بیٹھ گیا لیکن ''لکل فرعون موسی'' کا قانون توازل سے جاری وساری ہے۔

اللہ تعالی نے جیسے فرعون کے گھر میں موسی علیہ السلام کی پرورش فرمائی تھی اور پھر حضرت موسی علیہ السلام ہی سے فرعون کا خدائی دعوی خاک میں مل گیا بعینہ اسی طرح فرقہ اہل حدیث کے گھر میں اللہ تعای نے ایک ایسی شخصیت کی پرورش کروائی جسے حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جس نے غیر مقلدیت کی علمی میدان میں ایسی نکیل ڈالی کہ تاحال ان محکم دلائل سے غیر مقلدیت کی گلوخلاصی ہوتی نظر نہیں آتی مگر ''یک نہ شد دوشد'' کے مصداق ابھی اوکاڑوی ہی کا جواب نہ بن سکا تھا کہ اللہ کے فضل وکرم سے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ صاعقہ آسمانی بن بن کر اس فتنے پر برسے اور پورے ملک اور بیرون ملک میں بھی اس خودسر فتنے کا ایسا تعاقب کیا کہ ان کا ناپاک وجود رخ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹتا ہوا محسوس ہونے لگا اگرچہ اپنی بقاء کی جنگ میں انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جناب زبیر علی زئی مماتی اور انتہائی جدوجہد سے اپنی عقل کو استعمال کے الزام سے بری رکھنے

والا طالب الرحمٰن ان سب نے مسلکی ریالوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر!!! پھر بھی بات نہ بنی تو ان فنکاروں نے نیا ٹوپی ڈرامہ کیا۔

قارون کا خزانہ پاس ہو تو ''کرائے کے ٹٹو'' کہاں سے نہیں مل سکتے؟؟ ضمیر فروش تو ایک کے تین ملتے ہیں جو ''**شـاـة العاهره**''، شہوت سے بھری بکری کی طرح ادھر ادھر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کبھی مماتی پھر غیر مقلد پھر دیوبندی پھر غیر مقلد لیکن ان سے بھی جب ڈوبتی ناؤ کو کچھ سہارا نہ ملا تو اور ڈرامہ کیا۔ مسلک اہل حدیث کے داماد مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ سیرت مہدی ج ا ص ۵۷ مرزا کی شادی محمد حسین بٹالوی نے اہل حدیث لڑکی سے کروائی نکاح نذیر حسین دھلوی نے ۱۵ روپے لے کر پڑھایا) کا ایک فرضی پڑپوتا کھڑا کیا اور اس سے ''اہل حدیث'' ہونے کا اعلان کروایا۔ بس! پھر کیا تھا؟ پورے ملک میں بلوں میں دبکے ہوئے غیر مقلد بھی چیخیں مارتے ہوئے باہر آ گئے وہ لوگ جو حرمت رسول ﷺ کے نام کی کانفرنسیں کروا کر قوم کو بے وقوف بنا سکتے ہیں، جہاد کے نام پر فنڈز جمع کرنا اور تجوریاں بھرنا جن کا پیشہ ہے۔ اب اپنے مسلک کے لیے برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرّانے لگے کہ ''بلال احمد'' المعروف عبدالرحمٰن ہمارے داماد کا پڑپوتا ہے اور مسلک اہل حدیث کو اس نے قبول کر لیا ہے اور اشتہارات اور بینرز کے ذریعہ احسان الٰہی ظہیر مقتول کے اس جملے کو عام کیا گیا: ''اہل حدیثو ں ختم نبوت کے حقیقی وارث تم ہو (واہ ان وارثوں کی اب آنکھ کھلی ہے جب لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان پر کھیل کر مرزائیت کو کافر قرار دلوایا)

اب آیئے! ذرا ڈھول کا پول کھولیں اور ان بھگوڑوں کا بھی جو بزعم خود محقق ہیں اور ضعیف حدیث بھی جن کے ہاں واجب الترک ہے اپنے مسلک کی تائید میں بلا تحقیق محض اخباری بیان کو آڑ بنا کر اپنے ماہنامہ ''الحدیث'' کے اوراق اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر لیا اور ''بلال احمد'' کو مبارک بادیں دینا شروع کر دیں۔ واہ رے...... تیری تحقیق اور حق پسندی!!!

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اب آیئے! بلال احمد المعروف عبدالرحمٰن کی طرف یہ شخص 14 جولائی 1996 تک مسلمان ہو چکا تھا اور اس کی ویڈیو مرکزی ختم نبوت چنیوٹ اور سرگودھا میں مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے پاس بھی موجود ہے۔ جب اس سے نسب کی تحقیق طلب کی جاتی ہے تو ایک ہی جواب ہے میرا **D.N.A** ٹیسٹ

کروالو! مرزا مسرور کا بھی کروالو! ثابت ہو جائے گا میں مرزا کا پڑپوتا ہوں۔ خچر سے کسی نے پوچھا تیرے باپ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: ''شاہی اصطبل کا گھوڑا میرا ماموں ہے۔''

بالکل اسی طرح جب پوچھتے ہیں عبدالرحمٰن سے کہ مرزا ناصر احمد جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ کے تین بیٹھے ہیں: مرزا انس احمد، مرزا فرید احمد اور مرزا لقمان احمد۔ آپ کا کوئی نام ان میں نہیں۔ مرزا کے منحوس خاندان کی ہزاروں تصویریں نیٹ پر موجود ہیں آپ کی ان میں کوئی تصویر نہیں۔ آپ نے کالج وغیرہ میں پڑھا ہے، قومی شناختی کارڈ بنوایا ہے آخر کچھ تو دلیل دو تو جواب میں صرف ایک ہی بات میرا **D.N.A** ٹیسٹ کرلو۔ جب ہم غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو 1999ء میں احسان الٰہی ظہیر مقتول کی کتاب پڑھ کر یہ مسلمان ہوا یہ مرزا کا پڑپوتا ہے تو اتنے سال پہلے کیوں ظاہر نہ ہوا؟ اب اچانک جو آپ نے شعبدہ بازی کرتے ہوئے پٹاری سے بچہ جمہورا نکالا ہے کوئی دلیل؟ تو وہ بزبان حال کہتے ہیں ہم مرزا کے سسرال ہیں اور مرزا صاحب ہمارے داماد بڑا نیک شریف اور خاندانی آدمی ہے [1]

تو مرزا صاحب کا پڑپوتا ہمارا پڑدھوتا ہوا اور **صاحب البیت ادریٰ بما فیه** کے مصداق وہ ہمارا بچہ ہے ہم زیادہ مانتے ہیں یہ ہیں وہ کمزور سہارے جن کے ذریعے غیر مقلدیت اپنے مسلک کو سہارا دینا چاہتی ہے لیکن ایک عقلمند آدمی سوچتا ہے کہ کیا ساری ناجائز اولاد اسی مسلک میں جمع ہو گئی ہیں۔ پہلے سیف اللہ خالد یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں احمد سعید ملتانی کا بیٹا ہوں مگر احمد سعید نے تردید کردی کہ یہ میرا نہیں بلکہ رمضان خیرو کا ہے دوسرا یہ...... کھڑا کر لیا ہے۔

میں جناب زبیر علی زئی اور خدام فرقہ اہل حدیث کو مشورہ دیتا ہوں کہ اسلاف امت پر روزمرہ کی تبرابازی کو چھوڑو! اور مل بیٹھ کر اپنے نسب کی تحقیق کرلو تاکہ روزمرہ کی وضاحتیں اور بار بار باپ بدلنے کی نوبت پیش نہ آئے بعد میں اختلافی مسائل پر ہم سے گفتگو کر لینا۔

ہم نے ہر حال میں اس شوخ کے گن گائے ہیں
دے چکے داد وفا تو داد جفا بھی دیں گے

---

(۱) سیرت مہدی ج ۲ ص ۱۱۱

(دوسری قسط)

پسِ پردہ کیا ہے؟

☆ابوزبیر مولانا چراغ صادق

(۱۱) افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب نے بزرگوں کے اختلاف کو جو سب کے سب اللہ تعالی کے ہاں پہنچ گئے، ذکر کیا اور کذب آمیزی کے ساتھ ذکر کیا۔ (1)

(۱۲) مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑی جرأت اور بے باکی سے جہاں یہ کذب بیانی کی وہاں آپ نے اپنے دجل وفریب اور عیارانہ طریق کار کا اسی قسم کا ایک اور عظیم الشان مظاہرہ بھی اخبار ''اہل حدیث'' ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء میں یوں کیا ہے۔ (2)

(۱۳) آپ (امرتسری، ناقل) دجل وفریب، عیاری، کذب وافترا الغرض جائز وناجائز ہر قسم کے ذرائع اور مسائل اختیار کر کے پوری کوشش کرتے ہیں کہ............ (3)

نوٹ: ثناء اللہ امرتسری صاحب زبیر علی زئی کے شیخ الشیخ یعنی دادا استاد ہیں علی زئی کا استاد بدیع الدین راشدی ہے۔ (4)

اور بدیع الدین کا استاد ثناء اللہ امرتسری ہے۔ (5)

(۱۴) محمد جوناگڑھی، غیر مقلد کے فرقہ امامیہ کا رد کرتے ہوئے لوگوں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:

''ان دلائل پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے ان جھوٹے اماموں کا ساتھ چھوڑ کر ظل محمدی میں آجایئے۔'' (6)

(۱۵) عبدالعزیز رحیم آبادی غیر مقلد، وکیل اہل حدیث محمد حسین بٹالوی کے ایک خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں نے اہلحدیث مورخہ ۲۶ فروری ۱۵ء میں ایڈیٹر بٹالوی کا ایک خط...... دیکھا جس کو دیکھ کر سخت تعجب ہوا اور میں وقف حیرت ہو گیا اس خط میں اس قدر جھوٹ ہے کہ پناہ بخدا! اور مزا یہ ہے کہ خود

---

(۱) فتنہ ثنائیہ ص ۵
(۲) فتنہ ثنائیہ ص ۱۵
(۳) فتنہ ثنائیہ ص ۱۵
(۴) نور العینین مصنف کا تعارف ص ۱۳
(۵) مقالات علی زئی ص ۴۸۵)
(۶) ظل محمدی ص ۱۵ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول

ان کا کلام مکذب ہے تکذیب کے لیے خارج سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ ❶

(۱۶) بٹالوی کا رہبر شیطان لعین ہے اسی رہبر نے بٹالوی کو مرزا قادیانی کا مداح بنایا اور یہی حضرت (بٹالوی) قادیانی کے فروغ کے ذریعہ ہوئے۔ اسی (لیڈر) نے ان سے اہل حق کے خلاف لکھوایا۔ اسی لیڈر نے خراسانی عربی وغیرہ ان سے لکھوائیں، اسی لیڈر نے ان سے جھوٹا دعوی کروایا کہ معیار الحق خود بدولت کی تصنیف ہے وعلی ہذا القیاس بس ان کا رہبر شیطان صاف ہے۔ ❷

اس عبارت میں جہاں دیگر کئی باتوں کا انکشاف ہے وہاں بٹالوی صاحب کے جھوٹا ہونے کا اعلان بھی ہے۔

(۱۷) ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد اپنے استاد محمد حسین بٹالوی کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''خدا سے ڈریں! ایک دن مقرر ہے کہ وہاں جھوٹ کی سزا بہت سخت ہے۔'' ❸

اس کا عکس ''تاریخ ختم نبوۃ'' ص ۴۰۷ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ (جاری ہے)

دل اور دماغ

''میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے کیا، مجھے ایک لحظہ کے لیے بھی اپنی کسی حرکت پر ندامت نہیں۔ میرا دماغ غلطی کر سکتا ہے لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی۔ مجھ سے وفاداری کا ثبوت مانگنے والے پہلے اللہ اور اس کے رسول کو اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں۔ میں اس شخص کو دھوپ اور چھاؤں کی اولاد سمجھتا ہوں جو قوم کو بیچتا پھرتا، ملک سے غداری کرتا اور جس ہنڈیا میں کھاتا ہے اسی میں چھید ڈالتا ہے۔ میں نے صرف اللہ کے سامنے جھکنا سیکھا ہے میں ان لوگوں کا وارث نہیں جنہوں نے درباریوں کی دہلیزیں چاٹی ہیں۔ میں ان کا وارث ہوں جو شہادت کے راستہ میں سروں کو ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں۔''

(اقتباس: تقریر عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

---

(۱) اخبار اہلحدیث امرتسر ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء

(۲) اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء ضمیمہ ص ۴

(۳) اہل حدیث امرتسر ۸ ستمبر ۱۹۱۶ء

کیا فرماتے ہیں......؟

☆مولانا ناصر امین قاسم

آج کے دور میں گمشدگی کے بہت سے واقعات پیش آرہے ہیں جن کی وجہ سے یہ مسائل انسان کو پیش آتے ہیں ہماری اس طبقے سے درخواست ہے جو اپنے آپ کو''اہل حدیث'' گردانتے پھرتے ہیں کہ ان مسائل کا حل قرآن اور صحیح حدیث سے پیش فرمائیں اور اپنے جرائد میں اس کا واضح جواب ارسال فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء اہلحدیث حضرات مسائل ذیل کے بارے میں:

۱: جو شخص لاپتہ ہو اور باوجود تحقیق و تفتیش کے اس کا حال معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے؟ کیا اس کی بیوی کے لیے حق ہے کہ وہ کسی طرح خود کو اس کی زوجیت سے نکال کر دوسرا نکاح کر سکے؟ اگر یہ حق ہے تو کیا اس کو کچھ مدت انتظار کرنے کی ضرورت ہے یا بلا مہلت اس کو اختیار دیا جائے گا؟

۲: اگر مہلت دے دی گئی تو اس کی ابتداء کب سے شمار ہوگی؟ جھگڑے کے وقت سے یا لاپتہ ہونے کے وقت سے یا حکم حاکم کے بعد سے؟

۳: کیا شوہر نکاح کو فسخ کرنے میں خود مختار ہے یا قاضی کا فیصلہ شرط ہے اور فسخ کی صورت کیا ہوگی؟

۴: اگر قاضی کا فیصلہ شرط ہے تو کیا قاضی پر بھی یہ بات لازم ہے کہ پہلے لاپتہ شخص کی خود تفتیش کرے یا زوج کے اولیا کی تفتیش کافی ہے؟

۵: جن شہروں میں قاضی شرعی موجود نہیں وہاں کیا صورت اختیار کی جائے گی؟

۶: لاپتہ کا حکم دارالحرب اور دارالاسلام میں یکساں ہے، یا مختلف؟

۷: اگر شوہر واپس آجائے یا دوسرے خاوند سے صحبت وغیرہ ہو چکنے کے بعد واپس آئے دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یا مختلف؟

اگر بالفرض لاپتہ آدمی کی عورت ملتی ہے تو ان کے متعلق کچھ سوالات حسب ذیل ہیں۔

۸: کیا پہلے خاوند کو تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا ویسے ہی پہلا نکاح قائم سمجھا جائے گا؟

۹: تجدید نکاح کے ساتھ تجدید مہر کی بھی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

۱۰: اس صورت میں دوسرے خاوند کی عدت بھی واجب ہوگی یا نہیں؟ اور اگر واجب ہوگی تو کتنے ایام؟ مزید یہ کہ وہ عورت اپنے عدت کے ایام کس شوہر کے مکان پر گزارے گی؟ شوہر ثانی کے مکان پر یا شوہر اول کے مکان پر؟

۱۱: دوسرے شوہر کے ذمہ جو مہر واجب تھا آیا اب اس کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

۱۲: دوسرے شوہر سے اولاد ہو چکی یا قاضی اور حاکم کی تفریق کرانے سے جو جدائی ہوئی ہے اس کے بعد زمانہ عدت میں (اولاد) ہو جائے تو اس اولاد کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟ شوہر اول سے یا شوہر ثانی سے؟

۱۳: اور یہ کہ قاضی کی جدائی کرانے سے طلاق رجعی شمار ہوگی یا طلاق بائن؟

ان مسائل کو قرآن اور صحیح حدیث کی روشنی میں حل فرما کر اپنے ان غیر مقلدین کے اذہان کو پختگی بخشیے جن بے چاروں کو صبح و شام یہی بتلایا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی اور دلیل حجت نہیں ہوتی۔ اہل حدیث کے دو اصول؛ اطیعو االله و اطیعو االرسول .

میری تمام اہل حدیث بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ بھی اپنے علماء کرام سے ان سوالات کے جوابات کا مطالبہ کریں اور جوابات صرف اور صرف قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ہوں۔ اگر اہلحدیث علماء ان سوالات کے جوابات (صرف قرآن اور صحیح حدیث سے) ارشاد فرما دیں۔ تو ہمیں بھی اس سے آگاہ کر دیا جائے!!! ہم بے حد ممنون ہوں گے۔

دندان شکن

سید اسماعیلؒ کے سامنے ایک شخص نے دوران بحث یہ کہا: ''ڈاڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے۔'' سید صاحبؒ نے پوچھا: ''وہ کیوں؟ کہنے لگا: ''اس لیے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر ڈاڑھی نہیں ہوتی لہٰذا ڈاڑھی منڈوانی چاہیے، آپ نے فرمایا: ''پھر تو تم اپنے دانت بھی توڑ ڈالو! کیونکہ یہ بھی خلاف فطرت ہیں، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے منہ میں دانت کہاں ہوتے ہیں؟'' حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ سید صاحبؒ نے خوب دندان شکن جواب دیا۔

الفضل الربانی فی توثیق محمد بن حسن الشیبانیؒ

☆فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی

(۲۱) امام اسماعیل المزنی [1] نے فرمایا مرحبا (ابن الحسن) **بـمـن يملأ الاذن سمعا والقلب فهما وفی روایۃ** (ابن الحسن) **اکثر هم تفريعاً.** [2]

مبارک باد ہو ایسے آدمی کی وجہ سے جن کا ذکر کانوں کو سننے اور دل کو سمجھ سے بھر دیتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ ابن الحسن اکثر (مسائل کی) تفریع کرتے تھے۔

فائدہ: امام مزنیؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی مدح وثناء فرمائی ہے جو اصولاً اور بتصریح علی زئی غیر مقلد تعدیل وتوثیق ہے۔لہذا سیدنا محمد بن حسنؒ، امام مزنیؒ کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔وللہ الحمد

(۲۲) امام محمد بن شجاع البغدادیؒ [3] فرمایا:

مثل محمدبن الحسن فی الجامع الکبیر کر جل بنی دار افکان کلما علاها بـنـی مـرقاة يرقی منها الی علاه من الدار حتی استتم بنا ها کذلک ثم نزل عنها وهدم مـراقيهـا ثم قال للناس شانکم فاصعدوا وفی روایۃ ماوضع فی الاسلام کتاب فی الفقه مثل جامع محمد بن الحسن الکبير. [4]

محمد بن حسنؒ کی مثال جامع کبیر (کے لکھنے) میں اس آدمی کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اور جیسے

---

(۱) آپ کی ولادت ۱۷۵ھ وفات ۲۶۴ھ میں ہوئی مشہور شافعی امام ہیں: ائمہ نے ان کو **الامـام العلامة فقيه الملة علم الـزهـاد وكـان راسـا فـی الفقه وکان مجاب الدعوة ذازهد وتاله وهو صدوق ثقه وكان قانعا شریف النفس** قرار دیا ہے سیر اعلام النبلاء للذہبی ج۸ص۵۷۲تا۵۸۴ رقم الترجمہ ۲۲۸۳)

(۲) (فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص۱۱۹، تاریخ بغداد ج۲ص۸ رقم الترجمہ ۵۹۳ اسماء الرجال لمحمد الخوارزمی ج۲ص۳۶۰ وغیرہ)

(۳) آپ کی ولادت ۱۸۷ھ وفات ۲۶۶ھ میں ہوئی مشہور فقیہ ومحدث وامام مظلوم حنفی ہیں ائمہ نے ان کو **هـو الـمـقدم فی الـفـقـه والـحـديـث وقـرأة الـقـرآن مع ورع، عبادة...... الفقيه احدالاعلام وكان من بحور العلم وكان صاحب تـعـبـدوتهـجـد وتـلاوة مـات ساجدا...... وكان فقيه اهل العراق فی وقته ......الحافظ الفقيه الحنفی احد الاعلام وصـار امـام عـصـره** قرار دیا ہے۔اخبار ابی حنیفہ؛ امام صیمری ص۱۵۷،۱۵۸ سیر اعلام النبلاء امام ذھبی ج۸ص۱۵۲۹ الجواہر المضیہ امام قرشی ص۳۳۴، النجوم الزاہرۃ امام ابن التغری بردی ج۳ص۵۲

(۴) فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص۱۲۲،۱۲۳

جیسے عمارت کو بلند کیا تو سیڑھیاں بھی بنائیں تاکہ ان کے ذریعے گھر کی بالائی حصہ تک چڑھ سکے حتی کہ اس نے اسی طرح گھر کو مکمل کرلیا پھر اس سے اترا اور سیڑھیاں گراتا آیا۔ پھر لوگوں کو کہنے لگا کہ تم چڑھو! دوسری روایت میں ہے کہ اسلام میں امام محمد بن حسنؒ کی جامع کبیر فی الفقہ جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

فائدہ: امام محمد بن شجاعؒ نے امام محمد بن حسنؒ کی مدح وثناء فرمائی ہے جو اصولا اور بتصریح علی زئی غیر مقلد تعدیل وتوثیق ہے۔لہذا سیدنا محمد بن حسنؒ ان کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ وللہ الحمد

(۲۳) امام ابوداوٗد الحنبلیؒ ❶ نے فرمایا کہ (محمد بن الحسنؒ) **لا یستحق الترک** ۔ ❷ یعنی امام محمد بن حسنؒ کا صداقت وثقاہت میں وہ مقام ہے جو قابل ترک نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداوٗدؒ جیسے محدث کے یہ جملے امام محمد بن حسنؒ کی مدح وثنا ہیں جو اصولاً اور بتصریح علی زئی تعدیل وتوثیق ہے لہذا سیدنا محمد بن حسنؒ، امام ابوداوٗدؒ کے نزدیک قابل اعتماد اور ثقہ ہیں۔ وللہ الحمد

(۲۴) امام ابن قتیبہ دینوری ❸ نے فرمایا کہ **اصحاب الرائی محمد بن الحسن الفقیه وطلب الحدیث و من مسعر، مالک بن مغول وغیرهما وسمع منه الحدیث والرائی** ❹ اصحاب الرائے میں سے امام محمد بن حسنؒ فقیہ ہیں انہوں نے طلب حدیث کیا امام مسعرؒ اور امام مالک بن مغولؒ وغیرہ سے سماع حدیث کی اور ان سے حدیث اور رائے کا سماع کیا گیا ہے۔

فائدہ: امام ابن قتیبہؒ کے نزدیک امام محمد بن حسنؒ فقیہ ومحدث ہیں یہ مدح وثناء ہے جو اصولاً اور بتصریح علی زئی غیر مقلد تعدیل وتوثیق ہے لہذا سیدنا محمد بن حسنؒ ان کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ **وللہ الحمد**

(۲۵) امام ابوخازم القاضیؒ ❺ نے فرمایا کہ **محمد بن الحسن الفقیه** ❻ یعنی محمد بن حسنؒ فقیہ ہے۔

فائدہ: امام ابوخازم القاضیؒ کے نزدیک امام محمد بن حسنؒ فقیہ وقت ہے اور یہ صاف مدح وثناء ہے جو اصولاً اور بتصریح علی زئی غیر مقلد تعدیل وتوثیق ہے لہذا سیدنا محمد بن حسن شیبانیؒ امام ابوخازمؒ کے نزدیک ثقہ وعادل ہیں۔ وللہ الحمد

---

(۱) آپ کی ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ صحیح نسائی صحیح ترمذی وغیرہ کے راوی ہیں ائمہ نے ان کو **ثقة حافظ مصنف السنن** قرار دیا ہے تقریب لابن حجر ج اص ۲۲۳ (۲) لسان المیزان لابن حجر ج۵ ص ۱۲۲

(۳) آپ کی وفات ۲۷۶ھ میں ہوئی۔ مشہور امام ہیں ائمہ نے ان کو **العلامة الکبیر ذوالفنون صاحب التصانیف وصنف وجمع وکان ثقة دینا فاضلا** قرار دیا ہے۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ج۹ ص ۱۶۰

(۴) المعارف لابن قتیبہ ص ۲۱۶، ۲۱۹ مولد العلماء لابی سلیمان الدمشقی ج 1 ص 428

(۵) آپ کی وفات ۲۹۲ھ میں ہوئی۔ مشہور امام ہیں ائمہ نے ان کو **الفقیه العلامة قاضی القضاة الحنفی وکان ثقة دینا ورعا عالما احذق الناس ذکیا کامل العقل** قرار دیا ہے۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ج۹ ص ۲۹۹

(۶) فضائل ابی حنیفہ لابن ابی العوام ص ۱۲۶ وغیرہ

غیر مقلدین ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں

☆ مولانا مظہر کلیم

وہ مبارک ہستیاں کہ جن کی سوچ کا محور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی، جن کا نصب العین اسلام کی اشاعت تھا، جن کا منشور قانون خداوندی کو پوری دنیا پر رائج کرنا تھا، جن کا دستور، حیاتِ جاوداں کو حاصل کرنا تھا، جن کے نفوس ہر وقت دین متین کی حفاظت کے لیے تیار رہتے تھے، جن کا وطن کو خیر باد کہنا خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے تھا، جن کا قیصر وکسریٰ سے ٹکرانا، توحید کے پرچم لہرانے کے لیے تھا، وہ ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح صحابہ کرام بقیہ تمام امتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ ان کو افضل الانبیاء کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے جانثارانہ افعال کی وجہ سے دنیا میں ہی ان کو اپنی رضا کا پروانہ عطا کرتے ہوئے فرمایا ''رضی اللہ عنہم'' تاکہ بقیہ امت کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اگر انہوں نے صحابہ کرام کی طرح دین اسلام پر عمل کیا تو ان کو بھی یہی انعام ملے گا۔

چونکہ بعد والے لوگوں نے شریعت محمدیہ کی تفہیم وتشریح صحابہ کرامؓ سے حاصل کرنی تھی اس لیے اللہ تعالی نے **اولٰئک ھم المفلحون** فرما کر ساری دنیا پر ان کی کامیابی کو واضح کر دیا۔ تاکہ کسی انسان کے دل میں ان کے بارے میں کوئی کدورت پیدا نہ ہو ورنہ آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریقہ ان کی تعبیر وتشریح کے بغیر سمجھ نہیں آ سکتا۔

اس لیے باطل وگمراہ فرقوں کا یہ امتیازی نشان رہا ہے کہ وہ سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کی ذات بابرکات پر لفظی حملہ کر کے لوگوں کو ان سے بدظن کر دیتے ہیں تاکہ دین محمدی کی من پسند تشریح کر سکیں اور اپنے باطل عقائد ونظریات کو عوام الناس کے قلوب میں جاگزیں کر سکیں۔

گمراہ اور گمراہ کن فرقوں میں سے ایک نومولود فرقہ ''غیر مقلدین'' کا ہے جو تعصب مذھبی میں بے مثل اور بغض وعناد میں کوئی ہمسری نہیں رکھتا۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ سے بغض وعداوت رکھ کر جہاں دین اسلام کے عینی گواہوں کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہاں روافض کے نظریات کو بھی

خوب تقویت دی ہے۔

آیئے! صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کے نظریات ملاحظہ کرتے ہیں:

اقوال صحابہ حجت نہیں:

ا: ”قول صحابہ حجت نیست۔“ (صحابہؓ کا قول حجت نہیں) (1)

۲: جونا گڑھی اپنی کتاب مشکوۃ محمدی میں تحریر کرتے ہیں: ”درایت صحابہ (یعنی فہم صحابہ) معتبر نہیں ہے۔“ (2)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توہین:

”درایت عمر فاروق معتبر نہیں“ (3)

فائدہ: روافض نے صحابہ کرامؓ کی ذات کا انکار کیا اور غیر مقلدین نے صحابہ کرامؓ کی بات کا انکار کیا ہے افعال دونوں گروہوں نے قبیح سر انجام دیے ہیں لیکن بات کا انکار ذات کے انکار سے زیادہ برا ہے اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

مثال: ایک شخص آپ علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے اور دوسرا شخص آپ کو نبی تو مانتا ہے لیکن آپ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے یہ دوسرا شخص پہلے سے زیادہ خطرناک اور برا ہے کیونکہ یہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو اپنے جال میں پھانس لیتا ہے جبکہ پہلا شخص آپ علیہ السلام کو نبی ہی نہیں مانتا تو لوگوں کو مسلمان کے روپ میں کیا گمراہ کرے گا؟

اسی طرح روافض نے صحابہ کرامؓ کی ذات کا انکار کر دیا اب کوئی سُنی ان کے دامِ تزویر میں پھنس جائے بہت مشکل ہے لیکن غیر مقلدین نے ذات کا انکار تو نہیں کیا البتہ بات کا انکار کر دیا اس کے جال میں کوئی بھی شخص پھنس سکتا ہے کیونکہ ذات کے تو منکر نہیں ہیں اس لیے صحابہ کرامؓ کے بارے میں ان کا نظریہ روافض سے بھی زیادہ قبیح ہے۔

آیئے! جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی شخصیات کے متعلق غیر مقلدین کے نظریات کیا ہیں۔

صحابہ کرامؓ فاسق تھے۔ (نعوذ باللہ)

بابائے غیر مقلدیت نواب وحید الزمان تحریر کرتے ہیں:

(۱) فتاوی نذیریہ ج ا ص ۳۴۰ (۲) مشکوۃ محمدی ص ۱۹ (۳) مشکوۃ محمدی ص ۱۹

(۱) **ومنه يعلم ان من الصحابة من هو فاسق كا لوليد ومثله يقال فى حق معاوية وعمرو ومغيرة وسمرة.** ❶

بعض صحابہ فاسق تھے جیسا کہ ولید اور معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ بن جندب

(۲) **حضرت امیر معاویہؓ کی توہین:**

جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر کی محبت ہو دل یہ گوارا نہیں کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف وتوصیف کرے۔ ❷

(۳) **تمام صحابہ کی توہین:**

صحابہ کو پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہؓ کو علم کم تھا۔ ❸

آیئے! ان غیر مقلدین کو امام ابوزرعہ رازی کی عدالت میں لیے چلتے ہیں کہ وہ ان کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں:

امام ابوزرعہ رازیؒ کا فیصلہ:

قال الامام ابو زرعه الرازى اذا رائيت الرجل ينتقص احداًمن اصحاب رسول الله ﷺ فاعلم انه زنديق لان الرسول عند ناحق والقرآن حق وانما ادى الينا هذا القرآن والسنن اصحاب رسول الله ﷺ وانما يريدون ان يجرحوا اشهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح بهم اولى وهم زنادقه. ❹

امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ صحابہؓ پر نکتہ چینی کررہا ہے تو یقین کر لے کہ وہ زندیق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ور قرآن حق ہیں اور اس قرآن وسنت کو ہم تک پہنچانے والے صحابہ کرامؓ ہیں اور نکتہ چینی کرنے والے ہمارے گواہوں (یعنی صحابہ کرامؓ) پر جرح کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ کتاب وسنت کو مٹا سکیں اور خود انہی پر جرح کرنا زیادہ لائق ہے کیونکہ یہ لوگ زندیق ہیں۔

قارئین! آپ نے امام ابوزرعہ رازیؒ کا فیصلہ سنا اب بحیثیت مسلم ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اس فرقے کے باطل نظریات سے لوگوں کو آگاہ کریں جو صحابہ کے اقوال اور خلفائے راشدین کے فیصلوں کو نہیں مانتے ان شاءاللہ ہم آئندہ وہ حوالہ جات قارئین کے نظر نواز کریں گے جن سے یہ واضح طور پر ثابت ہوگا کہ یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے تربیت یافتہ حضرات صحابہ کرامؓ کے پیروکار نہیں بلکہ ان کے مخالف ہیں۔

---

(۱) نزل الابرار ج۲ ص۹۴ (۲) حیات وحید الزمان ص۱۰۹

(۳) کشف الحجاب ص۲۱ (۴) المنتقی ص۱۰

جماعت المسلمین کے
عقائدونظریات کا تحقیقی جائزہ

☆مولانا محمد رضوان عزیز

مسعود احمد BSC نے عقل وخرد کے خلاف اپنی تحقیق پیش کرنے کے بعد تصوف پر ہاتھ صاف کرنا بھی توحید المسلمین کے لیے ضروری سمجھا اور تصوف کی خود ساختہ تعریف کر کے اپنی کفر سازی کے پریس میں کفر وشرک کے فتوے چھاپنا شروع کر دیے نامعلوم اس کی زبان اور قلم کفر وشرک کے علاوہ بولنے اور لکھنے سے عاجز کیوں ہے؟ اپنی خود ساختہ توحید المسلمین کے ص ۳۱۹ پر رقم طراز ہیں۔

تصوف ایک ایسی چیز ہے جس سے پورے دین کا اہمال اور پوری شریعت کا ابطال لازم آتا ہے شریعت کی جگہ ایک اور چیز لے لیتی ہے جس کو طریقت کہتے ہیں یہ کتنا بڑا جرم ہے اور کتنا بڑا کفر **العیاذ باللہ**. [1]

اور مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے جناب مسعود صاحب فتوی دیتے ہیں کہ:''الغرض تصوف کا سارا تانا بانا کفر ہی کفر ہے۔'' [2]

اب آیئے! پہلے تصوف کی تعریف پھر اس کی اہمیت کو دیکھتے ہیں بعد میں اس کفریہ فتوے سے موازنہ کریں گے کہ مسعود صاحب کے ہوش وحواس کس قدر مفلوج ہیں اور کس خارستان میں وہ آبلہ پائی فرما رہے ہیں۔

علم التصوف؛ ویقال له علم الحقیقة ایضاً وهو علم الطریقة ایضاًای تزکیة النفس عن الاخلاق الردیة وتصفیة القلب عن الاغراض الانیة'' [3]

باطن کی صفائی اور باطنی گندگیوں اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام ''تصوف'' ہے اسی کو تزکیہ نفس بھی کہتے ہیں۔

اسی تزکیہ نفس اور باطنی پاکیزگی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ'' حضرت علیؓ نے علم

---

(۱) توحید المسلمین ص ۳۱۹ مطبوعہ ۱۹۹۷ء

(۲) توحید المسلمین ص ۳۲۱ مطبوعہ ۱۹۹۷ء (۳) کشف الظنون ج ۱ ص ۴۱۳

سفینہ (یعنی ظاہر شریعت) کا اقرار کیا اور علم سینہ یعنی باطنی علوم کا انکار کیا تعجب ہے کہ پھر بھی سینہ بسینہ علم کا دعوی بدستور موجود اور کھلم کھلا شریعت کے ساتھ غداری کی جا رہی ہے۔" (1)

باطنی طہارت اور پاکیزگی کو شریعت کے ساتھ غداری قرار دینا کس قدر حماقت اور علم شریعت سے جہالت کی دلیل ہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"قد افلح من تزکی" (2)

اپنا تزکیہ کر لینے والا حقیقتاً کامیاب ہوگیا۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیمات سے عقائد باطلہ اور اخلاق رذیلہ سے خود کو پاک کر لینے والا شخص مراد پا گیا۔ اسی کا نام "تصوف" ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **"وذروا ظاهر الاثم وباطنه"** (3)

کہ ظاہری گناہ بھی اور باطنی گناہ بھی چھوڑ دو! اور اللہ تعالی نے "تصوف" جس کا دوسرا نام تزکیہ نفس ہے اس کو مقاصدِ نبوت میں سے ایک اہم مقصد قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة" (4)

یعنی انبیاء کی ذمہ داری ہے کہ کتاب وسنت کی تعلیم بھی دیں اور امت کو باطنی اخلاق رذیلہ سے بھی پاک کریں چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"عن امام مالک من تفقه ولم يتصوف، فقد تفسق. ومن تصوف ولم يتفقه، فقد تزندق. ومن جمع بينهما فقد تحقق" (5)

یعنی آدمی کے فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس (تصوف) ضروری ہے ورنہ ابتلائے معصیت کا اندیشہ ہے اور تصوف (تزکیہ نفس) کے ساتھ علم ضروری ہے ورنہ آدمی کے زندیق ہونے کا اندیشہ ہے جب علم وتصوف دونوں چیزیں مل جائیں آدمی محقق بن جاتا ہے۔

جس طرح ظاہری گناہوں کو چھوڑنا فرض عین ہے بالکل اسی طرح باطنی گناہوں سے دل کو پاک کرنا بھی فرض ہے اصلاح عقائد کا تعلق باطن سے ہے اور شهوات نفسانیہ جو بندہ کو خدا سے دور کرتی ہیں یہ بھی باطن ہی میں جنم لیتی ہیں لہذا ان کا پہچاننا اور ان کا تدارک کرنا ضروری ہے۔ ان باطنی اخلاق

---

(۱) توحید المسلمین ص ۳۲۰ تا ۳۲۱ (۲) الاعلی۔ ۱۴
(۳) الانعام۔ ۱۲۰ (۴) (آل عمران ۱۶۴ (۵) (مرقاۃ ج ۱ ص ۵۲۶

رذیلہ کے بارے میں مذکور ہے:

''**وازالتها فرض عين ولايمكن الابمعرفة حدودها واسبابها وعلاماتها......فان من لايعرف الشرّ، يقع فيه .** (1)

ان اخلاق رذیلہ کا خاتمہ فرض عین ہے اوران کا ازالہ بغیراس کی حدود اسباب اور علامات کے جانے ، ممکن نہیں اس لیے کہ جوشر کو نہ پہچانتا ہو وہ شر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اسی شر اور گناہوں کو پہنچانے کا نام ''علم تصوف'' ہے اور ان سے پاکیزگی حاصل کر لینا ''تصوف'' ہے اور تفہیمات الٰہیہ میں مذکور ہے:

''**وتصحيح الاخلاص والا حسان همااصل الدين الحنيفى الذى ارتضاه الله لعباده قال الله تبارك وتعالى ومامروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين...... انهم كانوا قبل ذلك محسنين .**'' (2)

دین حنیف یعنی دین اسلام کی اصل اخلاص اور احسان (تصوف) کی تصحیح کرنا ہے اور یہ دین حنفی وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ بندوں کو نہیں حکم دیا گیا کہ وہ عبادت کریں اللہ تعالی کی مگر دین خالص رکھتے ہوئے۔

ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ تصوف یعنی تزکیہ نفس تو مامور شرعی ہے اور اللہ کے نازل کردہ حکم کو کفر وشرک قرار دینا یہی توحید ہے جس کا درس مسعود صاحب اپنے متبعین کو دینا چاہتے ہیں اس بے باکی کا نتیجہ مسعود احمد صاحب کے جانشین ''اشتیاق احمد'' کا وہ معرکہ ہے جس میں انہوں نے اپنے ایک مسلم کی خوبصورت بیوی کو ہائی جیک کرلیا اور وہ مسلم اب تک در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے کہ میری ''ہما'' مجھے زانی امیر سے واپس دلوادو تفصیل آئندہ......

فرصت کبھی ملی تو سنائیں گے داستاں
کیا کیا ستم ہوئے ہیں یاں رہبری کے ساتھ

---

(۱) ردالمختار ج۱ص۳۰ (۲) تفہیمات الٰہیہ ج۱ص۱۲

(سلسلۃ الکذابین)

ارشادالحق اثری کے جھوٹ

☆فضیلۃ الشیخ عبدالغفار ذہبی

اثری جھوٹ نمبر ۲۵:

جناب ارشادالحق اثری لکھتا ہے کہ **عن ابن عمرؓ حتی لقی اللہ تعالی فی رفع الیدین**...... لیکن علامہ زیلعی نے تو صراحتاً فرمایا ہے **رواہ البیھقی فی سننة**......نیز لکھا کہ علامہ زیلعی نے جو **رواہ البیھقی فی سننه** کہا نیز......لکھا کہ اس روایت کا اصل حوالہ تو علامہ زیلعی حنفیؒ نے دیا......نیز لکھا کہ علامہ زیلعی نے اس روایت کا انتساب امام بیہقیؒ کی طرف کیا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔ (1)

جبکہ حقیقت حال کچھ یوں ہے کہ **رواہ البیھقی فی سننه** کے الفاظ امام حافظ محدث زیلعی م۷۶۲ کے اپنے فرمودہ نہیں بلکہ امام حافظ محدث ابن دقیق العید م۷۰۳ھ کے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب الامام میں بیان فرمائے ہیں۔ (2)

لہذا یہ اثری غیر مقلد کا سیاہ ترین جھوٹ ہے جو انہوں نے سیدنا امام زیلعیؒ پر بولا ہے.

اثری جھوٹ نمبر ۲۶:

جناب ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ ابو حازم سلمۃ بن دینار الاعرجؒ بھی فرماتے ہیں'':**ادرکت الناس کلھم یرفع یدیه**...... **الخ** کہ میں نے لوگوں دیکھا وہ سب کے سب رفع یدین کرتے تھے۔'' (3)

جبکہ حقیقت کچھ یوں ہے کہ امام ابن حجر نے مذکورہ روایت بروایۃ ابن عساکر ان الفاظ سے روایت کی ہے یعنی **یرفع یدیه عند کل خفض و رفع**. (4)

اور **کل خفض ورفع** کا معنی زبیر علی زئی غیر مقلد نے ہر اونچ نیچ (سجدوں) میں بھی رفع

---

(۱) مقالات اثری ج۲ص۷۳ص۴۳وغیرہ — (۲) نصب الرایہ لحافظ الزیلعی ج۱ص۴۰۹

(۳) مقالات اثری ج۲ص۵۵ — (۴) تلخیص الحبیر لابن حجر ج۱ص۲۳۰

الیدین کیا ہے۔ (1)

اسی روایت میں اثری غیر مقلد نے خیانت کر کے متن ادھورا نقل کیا ہے کیونکہ یہی متن ارشاد الحق اثری کے خصوصاً اوران کی پارٹی کے عموماً خلاف تھا۔لہذا اثری غیر مقلد کا اس اثر کو رکوع و اذا قام من الرکعتین کی رفع الیدین کے ثبوت میں پیش کرنا واضح ترین جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۲۷:

ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتا ہے کہ'' عبداللہ بن عمر رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔'' (2)

گویا اثری نے اس اثر کو اپنے مذہب وعمل کے ثبوت میں پیش کیا ہے جبکہ حقیقت اس طرح ہے کہ اس روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ'' **لا یرفع یدیه کلما خفض ورفع وحصبه حتی یرفع**'' (3) ہر اونچ نیچ یعنی سجدوں کی رفع الیدین کا ذکر ہے گویا اس ضعیف روایت کے مطابق آج اگر سیدنا عبداللہ بن عمرؓ (م ۷۳ھ) موجود ہوتے تو اثری غیر مقلد کو خصوصاً اور عام غیر مقلدین کو عموماً سجدوں کی رفع یدین نہ کرنے پر سنگسار کرتے لہذا اثری غیر مقلد کا اس اثر کو اپنے مذہب کے ثبوت پر پیش کرنا صریح جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۲۸:

جناب ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتا ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید و پیروی کا خیر القرون میں کوئی وجود نہیں ملتا جب بدعتی فرقوں نے سر اٹھایا تو انہوں نے اس طریقہ سلف سے ہٹ کر چند افراد کو اپنے لیے محور قرار دیا اور یہی طریق کار بالآخر مقلدین نے اختیار کیا۔ (4)

جبکہ حقیقت کچھ یوں ہے کہ نبی اقدس ﷺ اور صحابہؓ وتابعینؒ وغیرہ کے دور میں ہی تقلید شخصی ایک امام ومجتہد کی پیروی کا طریقہ وثبوت کا وجود تھا۔ (5)

لہذا اثری غیر مقلد کا یہ واضح ترین جھوٹ ہے۔

---

(۱) نور العینین ص ۵۱ (۲) (مقالات اثری ج ۲ ص ۵۶، ۹۳
(۳) مسند الحمیدی ج ۲ ص ۲۷۷ رقم ۶۱۵ وسنن الدار قطنی ج ۱ ص ۳۹۲ رقم ۱۱۰۵
(۴) مقالات اثری ج ۲ ص ۶۵ (۵) (صحیح ابی داؤد ج ۲ ص ۱۴۱ و صحیح ترمذی ج ۱ ص ۲۴۷ وصحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۷

اثری جھوٹ نمبر ۲۹:

جناب ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ مسئلہ رفع الیدین اور صحیح قول کے مطابق امام مالکؒ کا بھی اس کے مطابق فتوی وعمل ہے۔ (1)

جبکہ حقیقت حال کچھ یوں ہے:

(۱) امام ابن القاسم المالکیؒ (م ۱۹۱ھ) نے امام مالک المدنیؒ (م ۱۷۹ھ) سے فتوی وعمل ترک رفع الیدین عندالرکوع روایت و بیان کیا ہے۔ (2)

(۲) امام ابومحمد الاصیلی المالکیؒ (م ۳۹۲ھ) نے بھی امام مالکؒ کا فتوی وعمل ترک رفع الیدین نقل کیا ہے۔ (3)

(۳) امام ابن عبدالبر المالکیؒ (م ۴۶۳) نے بھی امام مالک المدنیؒ کا یہی قول اور مذہب نقل کیا ہے۔ (4)

(۴) امام ابوالید المالکیؒ (م ۵۹۵ھ) نے بھی امام مالکؒ کا فتوی وعمل ترک رفع الیدین نقل کیا ہے۔" (5)

(۵) امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے واضح الفاظ یعنی **واشھر الروایات عن مالک** بیان فرماتے ہیں۔ (6)

اور امام ابن عبدالبر المالکیؒ نے تو **وتعلق بھذہ الروایة عن مالک اکثر المالکیین** فرمایا ہے۔ (7)

لہذا اثری غیر مقلد کا یہ کہنا کہ صحیح قول اثبات رفع الیدین کا ہے یہ جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۳۰:

جناب ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ حدیثِ جابر بن سمرةؓ کے متعلق تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث کا تعلق رکوع کے وقت رفع یدین سے نہیں۔ (8)

جبکہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ بہت سے ائمہ اہل علم نے مذکورہ حدیث کا تعلق رکوع کی رفع یدین کے ساتھ بیان فرمایا اور اس سے نسخ ومنع پر دلیل لی ہے مندرجہ ذیل فقہاء ومحدثین کے نام حاضر ہیں۔

---

(۱) مقالات اثری ج ۲ ص ۶۶ (۲) المدونة الکبری ج ۱ ص ۷۱ وسندہ صحیح

(۳) کتاب الدلائل امام اصیلی بحوالہ شرح زرقانی ج ۱ ص ۱۴۳ (۴) التمہید لابن عبدالبر ج ۴ ص ۱۸۷ وغیرہ

(۵) بدایۃ المجتھد لابن رشد ج ۱ ص ۱۳۶) (۶) شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۱۶۸

(۷) التمہید لابن عبدالبر ج ۴ ص ۱۸۷) (۸) مقالات اثری ج ۲ ص ۸۱

(۱) امام حافظ محدث فقیہ ابن ابی لیلی م ۱۴۸ھ

(۲) امام حافظ محدث فقیہ ابو حنیفہؒ م ۱۵۰ھ۔

(۳) امام حافظ محدث فقیہ سفیان الثوریؒ م ۱۶۱ھ

(۴) امام حافظ محدث فقیہ مالکؒ م ۱۷۱ھ

(۵) امام حافظ محدث فقیہ ابن القصار المالکیؒ م ۳۹۷ھ

(۶) امام حافظ محدث فقیہ القدوریؒ م ۴۲۸ھ

(۷) امام حافظ زمخشری الحنفیؒ م ۵۳۸ھ

(۸) امام حافظ محدث فقیہ ابو بکر الکاسانی الحنفیؒ ۵۸۷ھ

(۹) امام حافظ محدث فقیہ ابو محمد الحنفیؒ م ۶۸۶ھ

(۱۰) امام حافظ محدث فقیہ ابو محمد الزیلعی الحنفیؒ ۷۶۲ھ

(۱۱) امام حافظ محدث فقیہ ابو محمد العینیؒ م ۸۵۵ھ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ [1]

مذکورہ تمام فقہاء و محدثین کے ہیں لہذا اثری کا یہ کہنا ''تمام محدثین کا اتفاق ہے'' سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

☆☆☆

درستگی فرمالیں!

سابقہ شمارہ جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 2 کے صفحہ نمبر 23,24 میں فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی کے مضمون بعنوان ''ارشاد الحق اثری کے جھوٹ''، میں اثری جھوٹ نمبر **23** غلطی سے دو مرتبہ لکھا گیا، قارئین اصلاح فرمالیں کہ نمبر 23 کے بعد نمبر 24 ہے اور اس دفعہ نمبر 25 سے شروع ہو کر 30 تک ہے۔

---

(۱) (المجموع بشرح المهذب للنووی ج۳ص ۴۵۰، واکمال المعلم بفوائدمسلم للقاضی عیاض ج۲ص ۲۴۴ التجرید للقدوری ج ا ص ۵۱۹ ورؤس المسائل الخلافیه للزمخشری ج ا ص ۱۵۶ ، بدائع الصنائع للکاسانی ج ا ص۲۰۷ اللباب للمنیعی ج ا ص ۲۳۱ ونصب الرایه للحافظ الزیلعی ج ا ص ۳۹۳ وشرح ابی داود للحافظ العینی ج۳ص۲۱۷ وغیره)

(آخری قسط)

وتر کے بارے تحقیقی فتویٰ

☆مولانا محمد وصی فصیح بٹ

دوسرا مسئلہ وتر میں دعائے قنوت کب پڑھی جائے؟

احناف دعائے قنوت تیسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے پڑھتے ہیں یہ عمل بھی احادیث صحیحہ اور آثارِ مستندہ سے ثابت ہے۔

(۱) ''عن ابی بن کعب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر فیقنت قبل الرکوع'' [1]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ وتر میں رکوع کرنے سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے'' اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) عن ابی بن کعب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث رکعات کان یقرأ فی الاولی.(بسبح اسم ربک الاعلی)وفی الثانیة(بقل یا ایها الکافرون)وفی الثالثه .(بقل هو الله احد)ویقنت قبل الرکوع فاذا فرغ، قال عند فراغه (سبحان الملک القدوس)ثلاثا یطیل فی اخرهن [2]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر کے پڑھا کرتے تھے جس کی پہلی رکعت میں ''سورۃ اعلیٰ'' دوسری میں ''سورۃ کافرون'' اور تیسری میں ''سورۃ اخلاص'' تلاوت فرماتے۔قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے اور سلام کے بعد تین مرتبہ **سبحان الملک القدوس** پڑھتے آخری مرتبہ میں کلمہ طویل ولمبا کرتے امام نسائی کی روایت کردہ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ البانی نے تحریر کیا ہے۔

(۳) عن علقمه ان ابن مسعود اصحاب النبی ﷺ کانوا یقنتون فی الوتر قبل

---

(۱) رواہ ابن ماجه وصححه الالبانی (۲) رواہ النسائی وصححه الالبانی

الرکوع. (1)

قال الالبانی وھذا سند جید وھو علی شرط مسلم (2)

ترجمہ: حضرت علقمہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی نماز میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

(۴) **قال الترمذی رحمه الله وقدروی غیر واحد عن ابراھیم النخعی رحمه الله عن علقمه عن عبدالله بن مسعود ان النبی ﷺ کان یقنت قبل الرکوع فی وتره.** (3)

ترجمہ: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:" بہت سے راوی حضرت ابراہیمؒ وعلقمہؒ کے توسط سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔"

(۵) **عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه قال کان عبدالله بن مسعود رضی الله عنه لایقنت فی شیئ من الصلوٰات الافی الوتر قبل ا لرکوع .** (4)

ترجمہ: حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی بھی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے ماسواء وتر کے کہ اس میں رکوع میں جانے سے پہلے پڑھتے تھے۔"

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے آثار سے واضح ہوا کہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا ثابت ہے۔

---

(۱) المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب الصلاة باب فی القنوت قبل الرکوع وبعده الرقم:۶۹۸۳ المجلس العلمی

(۲) ارواء الغلیل باب القنوت بعد الرکوع ج ۲ ص ۱۶۶ المکتب الاسلامی

(۳) سنن الترمذی کتاب العلل ج۶ ص ۲۳۵

(۴) المصنف لابن ابی شیبۃ ؛ کتاب الصلوۃ فی القنوت قبل الرکوع وبعدہ وقال الالبانی سندہ صحیح ارواء الغلیل باب القنوت بعد الرکوع ج۲ ص۱۶۶

ہمیں میداں ہمیں بگو

ادارہ

خداوند ذوالجلال کا قانون ہے جو شخص بھی اہل حق سے وابستہ ہو اس کو دلائل کی دنیا میں ہمیشہ غالب رکھتے ہیں اس کا مذہب ہمیشہ منصور ہوتا ہے۔ یہ حقیقت اس دن روپ دھارے سامنے نظر آ رہی تھی جب بنوں کے شہر میں اہل حق کا نمائندہ نوجوان عالم دین مولانا ناصر امین صاحب زید علمہ اپنے ہمراہ مفتیاءِ کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت لیے اس مقام پر جا پہنچا جہاں باطل نے شورش برپا کی ہوئی تھی اور بڑے شدو مد سے فقہ کی اہمیت کو عوام الناس کے سامنے ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔

یہ 4 مئی 2010 منگل کا دن تھا دونوں اطراف سے لوگوں کی گہما گہمی اتنی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ اہل حق تو پہلے سے ہی مطمئن تھے جبکہ فریق مخالف بھی **کل حزب بمالدیھم فرحون** کے تحت بظاہر اپنا وقار بنانے کی کوشش میں مصروف تھے کہ اس وقت ان کی امیدوں پر اوس پڑ گئی جب اہل حق کا نمائندہ مولانا ناصر امین میدان مناظرہ میں بے خطر کود پڑا اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک نا قابل تسخیر تحریر صفحات کے چہرے پر ثبت فرمائی جو بلفظہ یہاں درج کی جاتی ہے۔

غیر مقلدین اپنی مکمل نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک بمع احکام۔ قرآن اور حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے ثابت کریں گے۔ احکام کا مطلب: فرض، واجب، سنت، مستحب، مکروہ، حرام ہے یہ قرآن اور حدیث صحیح، صریح، غیر معارض سے ثابت کریں گے خصوصاً کن افعال کے کرنے سے نماز ہو جاتی ہے اور کن افعال کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی؟ اگر غیر مقلدین اپنی مکمل نماز ثابت کر دیں تو ہم اہل حدیث (غیر مقلد) ہو جائیں گے۔

ناصر امین قاسم (اہل السنۃ والجماعۃ حنفی)　　　امتیاز خان (غیر مقلد)

گواہان: فہیم اللہ، برکت اللہ

جب مولانا ناصر امین کی حق پرست اور باطل شکن للکار بلند ہوئی تو فریق مخالف کی حالت دیدنی تھی۔ خوف کے مارے ایڑی چوٹی تک پسینے میں شرابور ...... حواس باختہ ...... سہما ہوا۔ اس بے چارے کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا کہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں ایک سالہ کورس کرنے والا یہ

نوجوان اپنے اندر کیسا علمی رسوخ رکھتا ہے جس سے ہر باطل لرزہ براندام ہے۔

خیر! غیر مقلدین کا منتخب ''مولوی'' جب مناظر اہل السنۃ کے سامنے بے بس ہوگیا تو انہی حرکتوں پہ اتر آیا جو جدی پشتی ان کی میراث ہیں یعنی شور شرابا، لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ، بدکلامی اور بدزبانی۔ جس کی وجہ سے وقت جیسا قیمتی سرمایہ ضائع ہوا جس کا ہم اہل السنۃ کو بہت احساس ہے اور افسوس ہے جب کہ فریق مخالف اپنے لیے وہ راستے تلاش کررہے تھے جہاں سے وہ بھاگ نکلیں......کافی دیر کے بعد یہ امور طے پائے۔

☆ غیر مقلدین کی اس مسجد میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص مولانا عصمت اللہ کو اس مسجد کا امام مقرر کیا جاتا ہے۔

☆ آئندہ اس مسجد میں کسی بھی غیر مقلد کو مسجد کی فضا کو خراب کرنے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔

اہل السنۃ نے نعرہ تکبیر بلند کیا......اور اہل باطل ندامت اور ناکامی کا بوجھ اٹھائے ان الباطل کان زھوقا کی عملی تصویر بنے وہاں سے چل دیے۔

شرف همکلامی

ایک شخص نوشیرواں عادل سے ملنے کے لیے پہنچا۔ اس نے دربان سے کہا: ''میں ایک اعرابی ہوں اور بادشاہ سلامت سے ملنا چاہتا ہوں۔'' نوشیرواں کو مطلع کیا گیا۔ اس نے اعرابی کو طلب کرلیا اور اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟ وہ بولا: ''سردار عرب'' نوشیرواں نے متعجب ہو کے کہا: ''دربان کے سامنے تو تم نے خود کو اعرابی کہا تھا۔ کیا تم عرب نہیں ہو۔'' اس نے جواب دیا: ''بے شک میں عرب ہوں اور اس سے زیادہ میری خصوصیت نہیں تھی لیکن آپ جیسے شہنشاہ نے مجھے گفتگو کے شرف سے نوازا ہے اس لیے میرے رتبے میں اضافہ ہوگیا ہے اب میں خود کو سردار عرب کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔'' نوشیرواں نے اس کے حسنِ بیان سے متاثر ہو کر حکم دیا کہ اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا جائے۔

مسئلہ 20 تراویح ...... دلائل کی روشنی میں

☆مولانا محمد الیاس گھمن

جونہی رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں آتی ہیں تو ہر مسلمان کے چہرے پر عجیب سی خوشی پھیل جاتی ہے سحری، افطاری، روزہ، تلاوت، نمازوں کا اہتمام، صدقہ، خیرات وغیرہ امور میں دل چسپی اور بڑھ جاتی ہے۔ انہی عبادات رمضان میں ایک تراویح بھی ہے۔

اب ہماری مساجد میں یہ سلسلہ چل نکلا ہے کہ بعض نمازی 8 رکعات ادا کر کے چل دیتے ہیں اور بعض پوری 20 ادا کرتے ہیں۔ غیر مقلدین عام طور پر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ 20 رکعات تراویح کا حدیث مبارک میں کوئی ثبوت نہیں۔ ذیل میں ہم صرف احادیث نقل کرتے ہیں جن میں 20 رکعات تراویح کا ثبوت موجود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ا: **قال الامام الحافظ حمزة بن یوسف السهمی حدثنا ابوالحسن علی بن محمدبن احمد القصری الشیخ الصالح حدثنا عبدالرحمن بن عبدالمؤمن العبد الصالح قال؛ اخبرنی محمد بن حمید الرازی حدثنا عمربن هارون حدثنا ابراهیم بن الحناز عن عبدالرحمن عن عبدالملک بن عتیک عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال خرج النبی ﷺ ذات لیلة فی رمضان فصلی الناس اربعة وعشرین رکعة واوتربثلاثة .** (1)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے۔ لوگوں کو چار رکعات فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائی۔

دلیل نمبر ۲: **قال الامام الحافظ المحدث عبدالله بن محمد بن ابی شیبة حدثنا یزید بن هارون قال انا ابراهیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس**

(۱) (تاریخ جرجان لحافظ حمزۃ بن یوسف السہمی ص ۱۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر. (1)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر۳: **عن ابی بن کعب رضی الله عنه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه امر ابی بن کعب رضی الله عنه ان یصلی باللیل فی رمضان فقال ان الناس یصومون النهار لایحسنون ان یقرأ وافلوقرأت القرآن علیهم باللیل. فقال: یاامیر المؤمنین! هذا شئ لم یکن. فقال؛ قدعلمت ولکنه احسن. فصلی بهم عشرین رکعة.** (2)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأۃ (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تروایح) پڑھائی۔

دلیل نمبر۴: **قال الامام الحافظ المحدث علی بن الجعد الجوهری حدثنا علی انا ابن ابی ذئب عن یزیدبن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمرؓ فی شهر رمضان بعشرین رکعة وان کانوا لیقرؤون بالمئین من القرآن.** (3)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات (نماز تروایح) پابندی سے پڑھتے اور قرآن مجید کی دوسو آیات پڑھتے تھے۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ص ۲۸۶ حدیث نمبر ۱۳ اباب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ معجم الکبیر للطبرانی ج ۵ص ۴۳۳ حدیث نمبر ۱۱۹۳۴
(۲) اتحاف الخیرۃ المہرۃ علی المطالب العالیہ ج ۲ص ۴۲۴ حدیث ۲۳۹۰
(۳) مسند ابن الجعد ص ۴۱۳ حدیث نمبر ۲۸۲۵ ومعرفۃ سنن والاثار بیہقی ج ۲ص ۳۰۵ حدیث نمبر ۱۳۶۵ اباب قیام رمضان

دلیل نمبر۵: **قال الامام الحافظ المحدث ابوبکر البیهقی اخبرنا ابوعبدالله الحسین بن محمد بن الحسین بن فنجویه الدینوری بالدامغان ثنااحمد بن محمدبن اسحاق السنی انبأ عبدالله بن محمد بن عبدالعزیزالبغوی ثناعلی بن الجعد انباابن ابی ذئب عن السائب بن یزید قال کانوایقومون علی عهد عمربن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة قال وکانوایقرئون بالمئین وکانوایتوکئون علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله عنه من شدة القیام.** (1)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی دو سو آیات تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ قیام کے (لمبا ہونے کی وجہ سے) اپنی (لاٹھیوں) پر ٹیک لگاتے تھے۔

دلیل نمبر۶: **قال الامام الحافظ المحدث ابوداؤد حدثنا شجاع بن مخلد ناهشیم انا یونس بن عبید عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان ،فکان یُصلی بهم عشرین رکعة.** (2)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات (نماز تراویح) پڑھاتے تھے۔

قارئین!

ان احادیث کے علاوہ بھی ہمارے پاس کئی ایک احادیث موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح 20 رکعات ہیں۔ ہم ان شاء اللہ اس کو ایک خوبصورت پوسٹر کی صورت میں شائع کر دیں گے جس کو مسجد میں آویزاں کرنے سے باہمی جدال اور لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے گا کیونکہ احادیث سن لینے کے بعد کسی ''اہلحدیث'' کے لیے یہ مناسب نہیں کہ شور و شغب کر کے مسجد کے ماحول کو مکدر کرے۔

---

(۱) (سنن الکبری للبیہقی ج۲ص۴۹۶ باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان

(۲) (سنن ابی داؤد ص۴۲۹ اباب القنوت فی الوتر، طبع عرب، سیر اعلام النبلاء امام ذہبی ج۳ص۱۷۶)

شیخ الاسلام **مفتی محمد تقی عثمانی** دامت برکاتہم کا

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو شخص سماع اور حیات النبی ﷺ کا منکر ہو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص قرآن وحدیث سے سماع اور حیات النبی ﷺ کے متعلق جتنی بات ثابت ہے اس کا انکار کرتا ہے تو ایسا شخص "اہل السنۃ والجماعۃ" سے خارج ہے۔ ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حررہ: محمد زبیر مدنی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۸۔۷۔۱۴۳۰

الجواب الصحیح

جواب درست ہے

بندہ محمد تقی عثمانی

فتوی نمبر 42/1146

QUARTERLY SARGODHA PAKISTAN
QAFLA-e-HAQQ